

# مُعَاوِفَت فِيچُر

مُعَاوِفَت فِيچُر  
سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

نائب مدیران: مضمون ظفر خان، سید سعید الحسینی، نوید نون - معاون مدیر: غیاث الدین

ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی، ایریا، کراچی - ۵۹۵۰

فون: ۰۹۲۰۱-۳۶۸۰۹۲۰ (۳۶۳۶۹۸۳۰)، فیکس: ۰۹۲۰-۳۶۳۶۹۸۳۰

برقی پتا: www.irak.pk@gmail.com، ویب گاہ: irak.pk

- ۱۔ **معاوف فیچر** ہر ماہی کیم اور رسولت ریتوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا اختبا پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے دوچی اور ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والوں کے غور و فکر کے لیے اہم یادگیریوں کی ہیں۔
- ۲۔ پیش کیا جانے والا لواز مذکوم ملا تبصرہ شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کے اختبا کی وجہ اس سے ہمارا تقاضہ ہے، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدل تردید یا اس سے اختلاف پیش کیا جائے تو اس کو بھی جلدی جاسکتی ہے۔
- ۳۔ **معاوف فیچر** کوہتر بنا نے کے لیے مفید معلومات کے حصول یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقام کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فرماں کردار مذکوم میں یاد ہے کہ مزید، لیکن غیر تجارتی ابلاغ کی عالم اجازت ہے۔
- ۵۔ **معاوف فیچر** کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ ہمارے عطیات کی ضرورت بھی ترقی ہے اور عطیات قبول بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلام کے دیسرچ اکیڈمی کو اچھی طریقہ بھلی کی پیداوار کا ہے، کیونکہ اس کا تعین آسان ہے اور یہ جدیدیت کو نہیں کاپی کیا جاتا ہے۔ بغیر بھلی کے آپ نے فیکٹری چلا کتے ہیں نہ بلند بالا عمارتیں بنائے کتے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں امریکا کی ۱۰۰۰ فیکٹری بھلی چین بنارہ تھا۔ یہ عدد ۱۹۵۰ء میں بڑھ کر ۲۰۰۰ فیکٹریوں میں پہنچ گیا۔ ۲۰۱۱ء میں امریکا سے زیادہ بھلی چین پیدا کر رہا تھا۔ تو اتنا کی شعبے میں چین کا فیکٹری کرچکا ہے۔
- ترقبی کی وجہ سے چین کی آبادی کو فائدے تو بہت حاصل ہوئے مگر ابھی بھی بہت کام کیا جاسکتا ہے۔ چار گناہوں کی آبادی کے ساتھ چین اپنے سب سے بڑے اقتصادی مدقائق امریکا کی شرح نمو کے صفت تک بھی ۲۰۳۰ء تک ہی آسکتا ہے۔ البتہ باقی شعبوں میں بے انتہا پیش رفت ہوئی ہے۔ چین کی آبادی کی اوسط عمر (۲۰ سال) امریکا (۹۰ سال) کے قریب آچکی ہے۔ دونوں ممالک میں تخلی میں معیار کا موازنہ ہو سکتا ہے۔ Gini coefficient کے مطابق اقتصادی عدم مساوات اب امریکا کے مقابلے میں کم ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود چین کی ترقی کا زیادہ فائدہ سالی علاقوں اور شہری آبادی میں رہنے والوں کو ہوا ہے۔ بیکار کا پانہ دہ فیعنی "مشترکہ ترقی اور عام خوشحالی" حاصل کرنے کے لیے نصف زیادہ پائیدار ترقی بلکہ وسائل کی مصنفوں تقدیم کی جو ہوگی۔

اندروںی صفحات پر:-

- ۱۔ جنوبی ایشیا، چین اور بھارت کے بڑھتے معاشری اثرات
- ۱۔ ایلان کی موت۔ انسانیت کے منہ پر طماخ پھر
- ۱۔ مرکش: بلدیاتی اختبا میں حکمران جماعت کا میا ب ایرانی جوہری معابرے کا تجزیہ
- ۱۔ ایران کے جزوی سیلیمانی کا عروج و زوال
- ۱۔ حزب اللہ کی بڑھتی ہوئی طاقت
- ۱۔ "را" اور بنگلادیش
- ۱۔ بھارت: مردم شاریٰ فرقہ پرستوں کا یاہ تھیار

## چینی میعیشت کا "نئے معمول" کی جانب سفر

اپنے ابتدائی مرحلہ میں ہے لیکن یہیں اسے برقرار رکھنے کے لیے انتظام کر رہا ہے۔ باقی دنیا چینی باشدوں کے معیار زندگی میں اضافہ اور مادی بہتری پر اعتماد کر رکھتی ہے۔ یہ چینی صدی کے

اتختام کا آغاز نہیں، بلکہ یہ صرف اس کی شروعات کا انتظام ہے۔ پیروکار سے رہنمائی کا

چین کے "نئے معمول" کو ترجیح تاظر میں دیکھنا ہو گا۔ جدید اخلاق پا جاتا ہے۔ گزشتہ سال تو شرح نمو پچھلے ۲۵ سال کی سب سے کم سطح، یعنی ۷۰٪ فیصد پر آگئی تھی۔ ماہرین کے مطابق اختیار کرنا ہو گا، جس میں اسے لمبی نید کے بعد تیز رفتاری سے ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کو چینیں کی طرح لاکھوں لوگوں کے روگار کا بندوبست اگلے ایک عشرے میں نہیں کرنا پڑتا، اسی لیے بعض ماہرین کو چینیں کے مکانہ اقدامات کے بارے میں ٹھہر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ترقی کے لیے درمیان جاپان کی میعیشت میں ۳۰٪ فیصد کی اوسط سطح سے اضافہ ہوا۔ اس کے باوجود ان تمام ممالک کی ترقی کے روگار ڈو چین کے ۱۹۷۸ء سے ۲۰۱۲ء تک کے روگار کے قریب بھی نہیں کہا جا سکتا، جس میں ۳۳ ممالوں میں شرح نمو میں تقریباً ۱۰٪ فیصد کا اضافہ ہے۔ اس پالیسی نے چینی میعیشت کو نہ صرف مدد فراہم کی ہے بلکہ امریکا کو بھی اس معااملے میں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ قوت خرید کو ماہرین اقتصادیات میں الماں کم موائزہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ قوت خرید کے مطابق تو چین کا شرح نمو ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۲ء میں ہر امریکا سے بڑھ گیا تھا (۲۰۱۰ء میں میڈیا نیشن پر جیکٹ کے مطابق، ۲۰۱۲ء میں عالمی بانک کے ایک پروگرام کے مطابق)۔ اگر آپ عالمی بانک کی روپورت کے مطابق دیکھیں تو ۲۰۱۹ء تک تو امریکا کی میعیشت کو پیچھے چھوڑنا مشکل ہو گا۔ علاوہ از یہ چین کے شرح نمو کا اندازہ ہم امریکا کی ڈالر سے تو ازان ہے جس میں میعیشت میں مزید تنوع پیدا ہو، ترقی پائیدار بنیادوں پر استوار ہوا اور فوائد کی یکساں تقسیم ہو۔ نیا معمول، ابھی

Hu Angang

یہ بالکل واضح ہے کہ چین کی میعیشت آنے والے برسوں میں سُسٹس ہو جائے گی۔ گو ماہرین اقتصادیات میں "کتنی سُسٹس" اور "کتنے وقت میں" جیسے سوالات کے جوابات میں اخلاف پا جاتا ہے۔ گزشتہ سال تو شرح نمو پچھلے ۲۵ سال کی سب سے کم سطح، یعنی ۷۰٪ فیصد پر آگئی تھی۔ ماہرین کے مطابق ابھی مزید کمی بھی ہو گی۔ گو کہ اکثر ممالک اسی شرح کے مطابق ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کو چینیں کی طرح لاکھوں لوگوں کے روگار کا بندوبست اگلے ایک عشرے میں نہیں کرنا پڑتا، اسی لیے بعض ماہرین کو چینیں کے مکانہ اقدامات کے بارے میں ٹھہر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ترقی کے لیے درمیان جاپان کی میعیشت میں ۳۰٪ فیصد کی اوسط سطح سے اضافہ ہوا۔ اس کے باوجود ان تمام ممالک کی ترقی کے روگار ڈو چین کے ۱۹۷۸ء سے ۲۰۱۲ء تک کے روگار کے قریب بھی نہیں کہا جا سکتا، جس میں ۳۳ ممالوں میں شرح نمو میں تقریباً ۱۰٪ فیصد کا اضافہ ہے۔ اس پالیسی نے چینی میعیشت کو نہ صرف مدد فراہم کی ہے بلکہ امریکا کو بھی اس معااملے میں ڈھلوان کے کنارے نہیں کھڑا ہے۔ وہ ترقی کے نئے مرط میں داخل ہو چکا ہے۔ چینی صدر شی جن پنگ اس نئے مرطے کو نیا معمول، کہتے ہیں۔ عالمی سرمایکاری فرم پیمکو (PIMCO) کے سابق سی ای او نے ۲۰۰۸ء کے پترين ماليتی بحران کے بعد معاشری بحالی کے عمل کو اس اصطلاح کے ذریعے بیان کیا تھا۔ البتہ اس اصطلاح سے کچھ اور بتانا چاہرے ہے یہ اس اصطلاح سے ان کی مراد ایک ایسا اہم تو ازان ہے جس میں میعیشت میں مزید تنوع پیدا ہو، ترقی پائیدار بنیادوں پر استوار ہوا اور فوائد کی یکساں تقسیم ہو۔ نیا معمول، ابھی

## ست ملک مختکم

قانون منظور ہونے کے بعد اب چین میں امریکا سے ۵۰ فیصد زیادہ پیشہ کی تازہ ترین ست روی ناگزیر تھی۔ تین دہائیوں تک بے تباہتی کے بعد چین کے پاس بڑی معیشت ہے، جس میں عمومی اضافہ بھی مشکل کھڑی کر دیتا ہے۔ موجودہ شرح تباہل کے مطابق چین کا شرح نمو ۱۰ تریلین ڈالر ہے۔ جس میں اگلے سال تک اگر صرف ۱۰ فیصد بھی اضافہ ہو تو اس کا مطلب ہوگا ایک ٹریلین ڈالر کا اضافہ، یعنی سعودی عرب کے مجموعی شرح نمو سے بھی زیادہ۔ اس پیانے پر ترقی کی کتنے پر غیر مختکم بھی ہو سکتی ہے۔ ترقی تو انائی کی الحدود فراہمی مانگتی ہے اور تو انائی کے استعمال کے نتیجے میں ماحول کا مزید آسودہ ہونا ناگزیر ہے۔ چین پہلے ہی امریکا اور یورپ سے زیادہ کاربن فضا میں چھوڑتا ہے اور ابھی اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ان سب باطل کو دیکھتے ہوئے چین کے پاس پیچھے ہٹنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اگرچہ فیصلہ ترقی کی شرح دنیا کے پیشتر مالک سے زیادہ ہے، مگر وہ چین کی بنیادی طلب (کونلہ یا صاف پانی) میں کی پیدا کرے گی۔ امریکا کے ساتھ ۲۰۱۷ء میں ہونے والے معابدہ پر بھی عمل ہو سکتا ہے، جس کے مطابق چین کو اپنا کاربن کا اخراج ۲۰۳۰ء تک کم ترین سطح تک لانا ہے۔ نسبتاً ست ترقی اور تو انائی کے میطاط استعمال سے چین اپنایا ہدف وقت سے پہلے ہی حاصل کر لے گا۔

‘معمول’ کی طرف پہنچنے پر اپنا سفر شروع کر چکا ہے۔ نتائج بھی متاثر کرن ہیں۔ ذرائع ۲۰۱۱ء میں منظور ہونے والے پانچ سالہ منصوبے پر نگاہ ڈالیے۔ حالانکہ اس وقت شرح ترقی کم ہو چکی ہے مگر اس کے باوجود اس کے پانچ اہداف نے معیشت کو مضبوط کیا اور چینیوں کی زندگی کو بہتر بنایا۔ پہلا ہدف شہری علاقوں میں ۲۵ ملین لوگوں کے روزگار کا بندوبست کرنا تھا۔ حکومت پہلے ہی ۵۰ لاکھ سے زیادہ نوکریوں کی جگہ پیدا کر چکی ہے، جبکہ اسی دوران امریکا اور یورپ میں بے روزگاری اپنے عروج پر رہی۔ دوسرا ہدف اقتصادی تنظیم نو تھی، جس کے لیے ۲۰۱۳ء تک چینی عالمی پیداوار میں سے پہلے کارکٹ کا ۲۳ فیصد سرسوں سیکھ کر ۲۰۱۴ء کے مقابلے میں ۲۰۱۲ء تک بڑھا کر ۲۸ رہا۔ میری اپنی پیشگوئی تو یہ ہے کہ یہ اعداد و شمار ۲۰۲۰ء سے پہلے ہی ۲۵ فیصد ہو جائیں گے، جس سے عالمی پیداوار میں بھی ۳ فیصد تک اضافہ ہو گا۔

تجارت میں تو چین پہلے ہی دنیا کی قیادت کر رہا ہے اور وہ اپنی پروڈاٹ اونچائی کی طرف جاری رکھے گا۔ آئی ایف کے تجارتی اعداد و شمار کے ڈیتا میں کے مطابق چین دنیا کے ۱۶۰ ممالک کے لیے تجارت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور اس کی تجارتی سرگرمیاں دنیا کی کل پیداوار کے ۱۳ فیصد کے برابر ہیں۔

البتہ اگر چین گھر بیلکہ پت میں اضافہ اور برآمدات پر انجام دیں کی کرنا چاہتا ہے تو اسے یورپ میں کی، یعنی الاقوامی سطح پر تجارت کرنے کے لیے چینی کمپنیوں کی حوصلہ افزائی، نے آزاد تجارتی علاقوں کی تغیری اور سروس میکٹر میں تجارت بڑھانے کے لیے اپنی سرحدیں کھولنی ہوں گی۔ یہ ورنی سرمایہ کارروں کو متوجہ کرنے کے لیے پہنچنے کو بنیادی اصلاحات کرنی ہوں گی، جس کا مطلب رقم کی ترسیل پر عائد پابندی کو فرم کرنا، اور اس کے علاوہ ایک نامہ مدنظر فرست بنا ہو گا جو غیرملکی سرمایہ کارروں کو معیشت کے کچھ مخصوص شعبہ جات کے علاوہ ہر جگہ کام کرنے دے۔

چین اب تجیلات (آئینہ یا ز) کی دنیا میں بھی قدم رکھنے کی تیاری کر چکا ہے۔ چین دنیا کے ان کچھ بڑے ممالک میں شامل ہو رہا ہے جہاں ذیں لوگ موجود ہیں۔ ۲۰۰۰ء سے ۲۰۱۲ء تک چینی تخلیق کارروں نے دنیا کی ۲۲ فیصد پیشہ ڈرخواستوں وی تھیں، جبکہ امریکیوں کا کردار ۲۵ فیصد رہا۔ اور جدت طرازی کے نئے عزم کے ساتھ چین اب مزید سخت قوانین کو متعارف کروائے گا۔ حکومت پیشہ کا اندر اج کرنے میں چینی کمپنیوں کی مدد کرتے گی اور ترقی پذیر ممالک میں یقیناً تاریجی کے فروع کے لیے حوصلہ افزائی کرے گی۔

چینی معیشت مختینی زیادہ مربوط ہو گی، اتنا ہی ایک عالمی استواری کے طور سے کام کر سکے گی، جیسا اس نے ۲۰۰۸ء کے مالیاتی بحران کے بعد بھی کیا تھا۔ یہ پہنچ کا جارحانہ اور ترک پلان ہی تھا جس نے مکمل طور پر مالیاتی بہتری میں سب سے اہم کردار ادا کیا۔ اپنی شرح ترقی کو ۲۰ فیصد سے زیادہ رکھتے ہوئے پہنچنے ادا کیا۔ اپنی شرح ترقی کو ۲۰ فیصد سے زیادہ رکھتے ہوئے پہنچنے ادا کیا۔ مخفی ترقی کو ثابت کر دیا تھا۔ چین اسی کردار کے تحت نہ صرف کام کرتا رہے گا بلکہ وہ مزید غیر وادی طریقوں سے ترقی پذیر ممالک کی مدد کرتا رہے گا۔ ان طریقوں کے مطابق عالمی مالیاتی اداروں جیسے آئی ایف اور ورلڈ بینک وغیرہ کے مالیاتی ظمیں میں بنیادی اصلاحات لانٹاہاں ملے۔

جیسے جیسے چین اپنی اقتصادی طاقت کو بڑھا تا جائے گا، اس پر مزید عالمی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی آپڑے گا۔ پہنچنے بات سمجھ چکا ہے کہ ملک کی ترقی کا اگام مرحلہ باقی دنیا کے لیے اتنا ہی اہم ہے جتنا خود چین کے لیے۔ چین ایک متوازن، متفق عالمی آرڈر کے بغیر آگئے نہیں بڑھ سکتا، اس لیے وہ تجارت کی لبر لائزیشن، کاروباری رکاوٹوں، علاقائی تعاون اور ترقی پذیر ممالک کی زیادہ نمائندگی والی عالمی حکمرانی کی حمایت کرے گا۔ اس طرح دنیا معمول، صرف اپنے ہی نہیں دوسروں کے لیے بھی مضبوط چین بن رہا ہے۔ (ترجمہ: ہمزة قریشی)

Embracing China's "New Normal".  
("Foreign Affairs". May-June 2015)

برائے نام ہی ہے۔ دونوں معدنی وسائل اور افرادی قوت سے مالا مال ہیں مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی صلاحیت سے کمکھٹے مستقید ہونے کے لیے تیار نہیں۔ دونوں کے درمیان آزاد تجارت کا تصور اب تک ممکنہ ہے۔ سارک کے پیشتر اکان انپی مصنوعات کے لیے ترقی یافتہ مالک کی منڈی تلاش کرتے ہیں اور جیلین کو بھی ترجیح دے رہے ہیں۔ اس کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ بھارت نے اپنے دروازے اب تک بند رکھے ہیں۔ وہ خطے کے چھوٹے مالک کی معیشت کو مستحکم کرنے کے حوالے سے کچھ بھی کرنے کو تیار نہیں۔

بھارت اتنا بڑا ہے کہ خطے کے پیشتر مالک کے لیے فطری تجارتی شرکت دار ہے۔ نیپال بھارت سے جڑا ہوا ہے اور، بہت سے معاملات میں بھارت پر محض ہے۔ بھوٹان کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔ سری لنکا نے بھارت سے آزاد تجارت کا معابدہ کیا ہے۔ بگلا دلیش اور بھارت کے تجارتی تعلقات بھی وسیع ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں قیام کے بعد سے بگلا دلیش پیشتر معاملات میں بھارت پر انحصار پذیر رہا ہے۔ مگر بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ بھارت خطے کے کسی بھی مالک کی معیشت کو مغبوط کرنے کے حوالے سے کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ وہ اب تک صرف اپنے آپ کو مغبوط کرتا رہا ہے۔ پاک جیلن تعلقات خطے کے تناظر میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ دونوں مالک اپنے اپنے حالات کے ناظر میں ایک دوسرے کے نزدیک رہے ہیں۔ جیلن اس خطے میں پاکستان کو اپنا اہم اسٹریچ پارٹر گردانتا ہے اور اس حوالے سے بہت کچھ کرنے کو تیار بھی ہے۔ پاکستان کے بنیادی ڈھانچے کو مستحکم کرنے میں جیلن نے ہر دور میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور اب بھی وہی مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ بھارت کے سامنے کھڑا رہنے کے قابل ہونے میں بھی پاکستان کو جیلن سے بھرپور حمایت اور مدد در کار ہے۔ دونوں مالک میں بھی تجارتی اور سفارتی کاری دونوں میں ہم آہنگی کی راہ پر گامزن ہیں۔ بہت سے سفارتی معاملات میں پاکستان اور جیلن ایک دوسرے کی بھرپور معاونت کرتے ہیں۔ عالمی امور میں جیلن جو کچھ چاہتا ہے، پاکستان وہی کرتا ہے اور اس کے جواب میں جیلن بھی مختلف معاملات میں پاکستان کے اصولی مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے۔ پاکستان اور جیلن نے تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے بھی ایک دوسرے پر غیر معمولی انحصار کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔ اس وقت دونوں مالک کے درمیان تجارت کم و بیش ۲۰ ارب ڈالر کی ہے۔

جیلن کے معاملات میں پاکستان تک محدود نہیں رہے ہیں۔ بگلا دلیش بھی اب جیلن کی طرف جھکت جا رہا ہے۔ پاکستان کے دوران بھارت نے بگلا دلیش کو اپنے انگوٹھے کے نیچ پر کھا رہے ہیں۔

## جنوبی ایشیا پر چین اور بھارت کے برطھتے معاشی اثرات

Ashlyn Anderson & Alyssa Ayres

میں چین کا سامنے آنے والے خطے کے بہت سے اور بالخصوص چھوٹے مالک کے لیے نیت ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ بدلتی ہوئی صورت حال میں چین سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

چین نے پورے خطے میں بنیادی ڈھانچے کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کے لیے ایک خصوصی افریا اسٹریچ پر بینک قائم کر دیا ہے۔ اس بینک کے ذریعے خطے کے مالک میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی جاری ہے۔ یہ صورت حال اس امر کی متقاضی ہے کہ بھارت بھی زیادہ کھل کر سامنے آئے اور بعض فوائد نہ بٹورے بلکہ دوسروں کو بھی کچھ دے۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے لیے لازم ہو گیا ہے کہ خطے کے مالک کا دورہ کریں اور زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کر کے چین کے اثرات کا دائرة محدود رکھنے کی کوشش کریں۔

جنوبی ایشیا کا شمار آن خطوں میں ہوتا ہے جہاں مالک معاشی اعتبار سے ایک دوسرے سے خاصے کم ہوئے ہوئے ہیں۔ خطے کے پیشتر مالک اب تک ایک دوسرے سے خائف اور تھفظات کا شکار ہیں۔ بھی سبب ہے کہ پیشتر مالک نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے کشم اور دیگر معاملات میں سخت پالیسیاں اپنائی ہوئی ہیں۔ کھل تجارت خطے میں اب تک تقریباً نیپال کو اسے بھارت، پاکستان، سری لنکا، بگلا دلیش اور نیپال اب تک خود کو بچانے کی راہ پر گامزن رہے ہیں۔ بھارت جیسا بڑا مالک بھی خطے میں غیر معمولی برتری حاصل کرنے کے باوجود اب تک اپنے اپنے نہیں ہو سکا ہے۔ تجارت کے معاملے میں بھارت نے اب تک خود کو بچانے کی پالیسی ہی اپنائی ہوئی ہے۔ آزاد تجارتی اپنے سائے میں لے لیا ہے۔ بھارت کے پالیسی ساز بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ جیلن ہر معاملے میں بھارتی معیشت کے لیے خود بننا چاہتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بھارت کے امکانات ختم ہو کرہے گئے ہیں، مگر مسئلہ یہ ہے کہ جیلن ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور اس کے معیارات بہر حال بھارت سے بلند ہیں۔ جیلن نے سرمایہ کاری اور افریا اسٹریچ کے حوالے سے بھی جنوبی ایشیا کے کئی مالک کو نوازا ہے۔ بھارت نے خطے میں اپنی بالادستی تو قائم کرنے کی کوشش کی ہے مگر کسی بھی چھوٹے ملک کا بھلا سوچنے کی تو میت اسے نہیں ہوئی۔ بگلا دلیش ہو یا نیپال، برما ہو یا پاکستان، کسی بھی ملک کی حقیقی ترقی میں معاون ہونے کا بھارت کے پالیسی سازوں نے کبھی نہیں سوچا۔ نیپال اور بھوٹان تو بھارت کے پیچھے چھپ کر رہے گئے ہیں۔ بگلا دلیش کا کم و بیش بھی حال ہے۔ ایسے

بھارت نے اپنی غیر معمولی آبادی، معاشی ڈھانچے اور وسیع تر مارکیٹ کی بدولت جنوبی ایشیا میں اپنے لیے عمدگی سے جگہ بنائی ہے اور اب اس کے اثرات پورے خطے پر دھکائی دیتے ہیں۔ بھارت پورے خطے میں تاریخ اور ثقافت کے اعتبار سے بھی نمایاں اور مضبوط ہے۔ جنوبی ایشیا میں چین کے اثرات بھی مشہور ہے، مگر اب ایسا نہیں ہے۔ پاکستان سے بہتر تعاقبات کی بدولت چین نے اس خطے میں اپنے لیے تھوڑی بہت جگہ بنائی تھی مگر اب وہا پنی غیر معمولی معاشی قوت کی بدولت خطے کے بڑے کھلاڑیوں میں شامل ہو گیا ہے۔ جیلن نے اپنی انتہائی مضبوط معیشت کو عمومی سے بروعے کار لاتے ہوئے خطے میں اپنے اثرات کا دائرة بھی وسیع کیا ہے۔ مثلاً پاکستان کے ساتھ اس کے تعاقبات ایسے ہیں کہ دنیاریک کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اس وقت چین چاہتا ہے کہ پاکستان مضبوط ہو، اس لیے وہ پاکستان کو کھل کر نوازرا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ خطے کے دوسرے مالک کے ساتھ بھی اس کے معاشی اور تکنیکی تعاقبات استوار ہوتے جا رہے ہیں۔ جیلن نے کئی مالک میں شرکت ادا ریاں قائم کی ہیں۔ بڑے پیمانے پر سرمایہ لگا کر چین خطے کے پیشتر مالک میں اپنے Stake کو بہتر اور مضبوط حالات میں رکھنا چاہتا ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ جنوبی ایشیا میں بھارت کے لیے جیلن ایک بڑا خطہ بن کر ابھرا ہے۔ معاشی امور کے ماہرین اور تجزیہ کار کہتے ہیں کہ جیلن نے بھارت کی تیز رفتار ترقی کو اپنے سائے میں لے لیا ہے۔ بھارت کے پالیسی ساز بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ جیلن ہر معاملے میں بھارتی معیشت کے لیے خود بننا چاہتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بھارت کے امکانات ختم ہو کرہے گئے ہیں، مگر مسئلہ یہ ہے کہ جیلن ایک ترقی یافتہ ملک ہے اور اس کے معیارات بہر حال بھارت سے بلند ہیں۔ جیلن نے سرمایہ کاری اور افریا اسٹریچ کے حوالے سے بھی جنوبی ایشیا کے کئی مالک کو نوازا ہے۔ بھارت نے خطے میں اپنی بالادستی تو قائم کرنے کی کوشش کی ہے مگر کسی بھی چھوٹے ملک کا بھلا سوچنے کی تو میت اسے نہیں ہوئی۔ بگلا دلیش ہو یا نیپال، برما ہو یا پاکستان، کسی بھی ملک کی حقیقی ترقی میں معاون ہونے کا بھارت کے پالیسی سازوں نے کبھی نہیں سوچا۔ نیپال اور بھوٹان تو بھارت کے پیچھے چھپ کر رہے گئے ہیں۔ بگلا دلیش کا کم و بیش بھی حال ہے۔ ایسے

یعنی فارس کے خطے سے جڑی ہوئی ہے اور مشرق و مغربی اور یورپ سے آنے والے مال کی تریلیں میں چین کی بھرپور مدد کر سکتی ہے۔ اسی طور ان خطوں کے لیے چین برآمدات بھی آسان ہو جائیں گی۔ چین کے لیے سب سے بڑا منسلک لагت کا ہے۔ اقتصادی رہبری منصوبہ مکمل کر لیے جانے سے چین کو لگت اور بالخصوص تریلی لگت کے حوالے سے خاصی آسانی ہوگی۔

بھارت گوارڈ پورٹ کے حوالے سے چین کے منصوبوں کو یکسر نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اقتصادی رہبری منصوبہ مکمل ہو جانے سے چین کے لیے پورے خطے میں تجارت اور سرمایہ کاری کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ اگر یہ منصوبہ کامیابی سے مکمل کر لیا گیا تو خطے کے پیشہ ممالک کا جھکاؤ لا زی طور پر چین اور پاکستان کی طرف ہو جائے گا۔ ایسے میں بھارت کے لیے علاقائی سطح پر اپنی برتری حیثیت کو برقرار رکھنا انتہائی دشوار ہو جائے گا۔ اقتصادی رہبری منصوبہ افغانستان کے لیے آسان راستے کھو لے گا۔ افغانستان چونکہ خشکی سے گھرا ہوا ہے، اس لیے وہ بھی رہبری چاہتا ہے۔ ٹرانزٹ ٹریڈ کے معاملے میں وہ پاکستان پر انحصار کرنے پر مجبور ہے۔ ایران اس معاملے میں اس کا زیادہ ساتھ نہیں دے پایا ہے۔ چین اور پاکستان کے درمیان اقتصادی رہبری منصوبہ جنوبی تیکیل کی منزل تک پہنچ گیا تو یہ بھی ممکن ہے کہ افغانستان کا جھکاؤ بھارت کے بجائے چین کی طرف ہو جائے۔ اقتصادی رہبری منصوبے کی عدمگی سے تیکیل کی صورت میں افغانستان کے لیے عالمی منڈیوں تک رسائی مزید آسان ہو جائے گی۔

خطے میں محنت کی حرکت پذیری اب تک وہ نہیں، جو ہونی چاہیے۔ بھارت محنت کشوں کی ایک بڑی منڈی ہے۔ جنوبی ایشیا کے بہت سے ممالک سے کم و بیش ۵۰ لاکھ تارکین وطن بھارت میں کام کرتے ہیں اور وہ ہرسال اپنے ملک کو اربوں ڈالر کا زر متبادل ہیجھتے ہیں۔ دوسرا طرف چین میں محض چند ہزار جنوبی ایشیائی محنت کش کام کرتے ہیں، جو اپنے اپنے ممالک کو بہت معمولی رقم ہیجھتے ہیں۔ بھارت کے لیے بنگلادیش کی برآمدات ۷۵ کروڑ ڈالر تک رہی ہیں۔ دوسرا طرف بھارت میں کام کرنے والے بنگلادیشی محنت کش ہرسال کم و بیش چار ارب ڈالر وطن ہیجھتے ہیں۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بنگلادیشی معیشت کے لیے ترسیلات زرس قدر اہم ہیں۔

جنوبی ایشیا کے ممالک میں بھارت اور چین کی افرادی وقت بھی مصروف کار ہے۔ بھارت کو خطے کے ممالک سے ترسیلات زرسی صورت میں سالانہ کم و بیش ۹ مارب ڈالر حاصل ہوتے ہیں۔ چین ابھی ایک ارب ڈالر کی منزل میں ہے۔

فائدہ اٹھایا ہے اور ان دونوں ممالک کو سفارت کاری کے میدان میں بھی زیر نکلیں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ایسی ہر کوشش ان ممالک کو کسی اور طرف دیکھنے پر مجبور کرتی رہی ہے۔ سری لنکا اور نیپال بھارت کے سب سے بڑے تجارتی شراکت دار ہیں، مگرچہ یہے کہ چین اب تیزی سے جگ بنا رہا ہے اور وہ فرق کو ممکن سے کم کرتا جا رہا ہے۔ بہت سے معاملات میں چین ان چھوٹے ممالک کے لیے سرمایہ کی حیثیت کے ساتھ سامنے آیا ہے۔ ان کے سامنے میں آ کر پہنچوٹے ممالک بھارت کا سامنا کرنے کی تجویزی بہت سکلت اپنے اندر محسوس کرنے لگے ہیں۔

افغانستان میں چین اور بھارت دونوں کی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس وقت دونوں بڑے ممالک کی افغانستان سے تجارت ایک ارب ڈالر تک ہے مگر اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ افغانستان میں بھارت کا مفاد اکی اعتبار سے اہم ہے۔ ایک طرف تو وہ وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں تک رسائی کے لیے افغانستان کو اہم ترین شروع ہے اور اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ایران سے بہتر تعلقات کے ذریعے بھارت افغان سرزمین پر قدم ہماکر پاکستان کو بھی ایک خاص حد تک رکھنا چاہتا ہے۔ افغانستان نے ہر دور میں بھارت پر مجبور ہے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ اور خطے کے دیگر ممالک واضح طور پر چین کی طرف جھکتے چلے جائیں گے۔

سری لنکا اور دیگر ممالک اب بھی بھارتی منصوبات کے لیے سب سے بڑی منڈی ہیں۔ سمندر اور منٹکی کے راستے آسان رسائی نے بھارت کو سری لنکا اور نیپال وغیرہ کے لیے آسان آپشن کا دجد دے رکھا ہے مگر معاملہ یہیں تک محدود نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تجارت اور صنعت میں بلند ہونے کا بھارت نے بھرپور

**لائقیہ: ایلان کی موت۔ انسانیت کے منہ پر طماقچ**  
کہا گیا لڑو ترکی سے لڑو ایران سے لڑو، شام سے لڑو، عراق سے لڑو، پورا خیں در بدر کیا گیا۔ وہ بھی روں کے باہم میں کھیلے اور کبھی امریکا کا کھلونا بنے۔ صلاح الدین ایوبی کی قوم جانے والی ایشیا کی لگت کنٹرول کی جاسکے گی۔  
بھارت اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ چین کی حکومت نے پاکستان کی بذرگاہ کو اور مغربی چین کے اقتصادی رہبری کے منصوبے پر کام شروع کر دیا ہے۔ یہ خاص برا منصوبہ ہے جس کی تیکیل سے افغانستان سمیت خطے کے کئی ممالک مستفید ہوں گے۔ چین کے لیے پاکستان کے راستے تجارت کرنا انتہائی آسان ہو جائے گا۔ اسے جنوبی ایشیا میں ایک ایسی بذرگاہ درکار ہے جس کی مدد سے دنیا بھر سے اشیا ملکوں آسان ہو۔ اس معاملے میں گوارڈ بذرگاہ اس کے لیے بہت اہم اور سہل الحصول ہے کیونکہ (انگریز زبان نامہ "ایکسپریس" کراچی۔ ۲۰۱۵ء)

جھکا و چین کی طرف نہ ہو تو نہ ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں میں ایسی تبدیلیاں لائے جن سے چھوٹے ممالک کو بھی کچھ حاصل کرنے کا موقع ملے۔ اگر بھارتی قیادت صرف فائدہ ہونے پر توجہ مرکوز رکھے گی اور کسی بھی علاقائی ملک کو حقیقی معنوں میں کچھ دینے پر رضامند نہیں ہو گی تو چین کے لیے امکانات بہتر ہوتے جائیں گے۔

افغانستان سے غیر ملکی افواج کے مکمل انخلاء کے بعد خطے میں سیکورٹی کا مسئلہ بھر سراٹھا سکتا ہے۔ ایسے میں یا نگیرسا ہے کہ چین اور بھارت خطے کی سلامتی کے معاہلے میں ایک صحیح پرو ہوں۔ چین اور بھارت کے قاتلوں کے درمیان ہم آہنگی سے خطے کے لیے پہنچ کے امکانات وسیع اور وشن ہو گائیں گے۔ اس وقت جنوبی ایشیا کو عالمی منڈی کا سامنا کرنے کے لیے نیادی ڈھانچے میں استحکام اور صفتی ڈھانچے میں وسعت کی ضرورت ہے اس حوالے سے چین اور بھارت کا ہم آہنگ ہوتا لازم ہے۔ یہ دونوں ممالک مل کر خطے کے امکانات کوئی زندگی دے سکتے ہیں۔ چین نے تجارتی رہداری کی طرف قدم بڑھادیا ہے۔ یہ بھارت کے لیے بھی فیصلے کی گھری ہے۔ اسے بہت سے معاملات میں اپنی پوزیشن بہتر بنانے کے لیے بہت کچھ کرنا پڑے گا۔

(ترجمہ: محمد ابی یخان)

"Economics of Influence: China and India in South Asia". ("cfr.org"). August 7, 2015)

**لبقیہ: بھارت: مردم شماری، فرقہ پرستوں کا نیا تھیار**

ذاتوں کی برتری کے خالقین میں سے ہیں۔ ہندو ہنپا سندوں کی مرتبی تنظیم آرائیں ایسیں کی "گھرو اپسی مم" کے رویں میں کئی سماجی تنظیموں نے جو اپنی ہم شروع کی ہے۔ دلوں اور قلبائیوں کے کئی طبقات ایسے ہیں، جو خود کو ہندو ہکلنا پسند نہیں کرتے۔ سرکاری مراعات جیسی سرکاری ملازمتوں، تعلیم اور سیاسی میدان میں ریزرو یون کے لائچ کے ذریعہ اپنیں ہندو ہرم میں باندھ کر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آج بھائی کاشی رام اور دولت سرکاری ملازمین کی ملک گیر تنظیم کے صدر و میمن میشور تم تبر ملائیتے ہیں کہ دولت ہندو نہیں ہیں اور وہ تو اس بات کی بھی تبلیغ کرتے ہیں کہ ملک کو ہندوستان کے نام سے نہ پکارا جائے۔ قلبائیوں نے اپنا پرنسل لا بھی تیار کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم علیحدہ فرقہ ہیں جن کا ہندو ہرم سے کوئی تعلق نہیں، مگر انہیں مذہب کے خانہ میں ہندو زمرہ میں لا جاتا ہے۔ یہ بات کہیں قابل ذکر ہے کہ بھارت میں شمال مشرقی صوبوں آسام میں مسلمانوں کا تناسب سب سے زیادہ یعنی ۳۲٪۲۲ فیصد ہے، جہاں بچپنی دہائی میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا۔ اس کے بعد اتنا لکھنڈا اور کیریالہ کا مقام ہے۔ جموں و کشمیر میں جہاں ۲۵٪۱۴ کروڑ آبادی درج کی گئی ہے، مسلم آبادی ۲۷٪۸۵٪۱۰ لاکھ (۲۶٪۲۸٪۱۰ فیصد) اور ہندو ۳۵٪۱۰ لاکھ ہیں۔

(بیکری: روزنامہ "دنیا" کراچی۔ یکم ستمبر ۲۰۱۵ء)

ممالک کے درمیان چند ایک امور پر شدید اختلافات بھی ابھرے ہیں۔ سری لانکن قیادت نے چین کی طرف جھکا ڈکھانے کے معاہلے میں کئی خطرات بھی مول ہے ہیں۔ سب سے بڑا خطرہ بھارت کی ناراضی کا ہے۔ مگر سری لانکن قیادت کو بھی اندازہ ہے کہ چین کی طرف جھکا ڈکھانے کی صورت میں کچھ تورہا ہے، بھارت کی حاشیہ برداری سے اب تک کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکا ہے۔

اگر پاکستان میں چین کا اقتصادی رہداری منصوبہ بھی اور بروقت مکمل کر لیا گیا تو پورے خطے میں انقلابی نویعیت کی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ یہ منصوبہ صرف پاکستان کے لیے اہم نہیں ہے بلکہ خطے کے درسے ممالک کے لیے بہت بڑے معاملوں کا درجہ رکھتا ہے۔ افغانستان کے لیے بھی غیر معمولی موقع پیدا ہوں گے۔ جو ممالک اب تک بھارت پر انحصار پر رہے ہیں، ان کے لیے پاک چین اقتصادی رہداری منصوبے کی معرفت غیر معمولی موقع پیدا ہوں گے اور وہ بھارت کے دائرۂ اثر سے لکھنے کے قابل ہو سکیں گے۔

چین اور بھارت روابطی حریف کی حیثیت کے ساتھ خطے میں بالادستی قائم کرنے کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوشش کرتے آئے ہیں۔ بھارت نے چین کی طرف سے جنوبی ایشیا میں قدم جمانے کی کوششوں کو بھیشہ شک کی نظر سے دیکھا ہے۔ اب بھی ایسا ہی ہے۔ چین جو کچھ کر رہا ہے، وہ بھارتی قیادت کے لیے انہائی پریشان کن ہے۔ چین خیزی سے احمدی قوت ہے۔ بھارت بھی کر رہا ہے۔ مثلاً سری لانکا کے نیادی ڈھانچے کو مستحکم کرنے اور اس کی قیادت کو عالمی منڈی میں حصہ بھر کر رہا ہے۔ چند قابل بنانے میں چین نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ چند برسوں کے دوران سری لانکا میں چین کے اثرات نمایاں ہوئے ہیں۔ سری لانکا کی حکومت نے بہت سے منصوبوں میں چین سے شراکت کو ترجیح دی ہے۔ بھارت کے ساتھ اس کی تجارت اچھی حساسی رہی ہے مگر بھارت نے جواب میں زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

چین کی طرف سے جنوبی ایشیا میں زیادہ فعال ہونے کی کوشش کے جواب میں بھارت جنوب مشرقی ایشیا میں قدم جمانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ ایسے میں دلوں بڑے ممالک کے درمیان تھوڑی بہت اشتہار اور ریش اور شیدگی کا پیدا ہونا غیر معمولی ہے۔ اب دیکھایا ہے کہ بھارت اس خطے میں چین کے بڑھتے نہیں۔ اب دیکھایا ہے کہ بھارت اس خطے میں چین کے بڑھتے ہوئے اثرات کو کنٹرول کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوتا ہے۔ سوال صرف پاکستان کا نہیں، خطے کے کئی درسے ممالک بھی چین کو بہترین مقابل کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت چین جنوبی ایشیا میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کی راہ پر کامیاب ہے۔ وہ خطے کے پیشتر ممالک سے اسٹریٹجیک اور تجارتی پارٹنر شپ قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ سب کچھ بھارت کو بھی پالیسیاں تبدیل کرنے پر مجبور کرے گا۔ اگر بھارت پاکستان کے خطے کے پیشتر ممالک کا دوسرا ترقی یافتہ اور بھرپور ہوئی تو ابھری ہوئی طریقے کے لیے تکمیل کے قابل رہیں۔ اس معاہلے میں وہ اپنی پالیسیاں بھی تبدیل کر رہا ہے۔ دوسرا طرف بھارت بھی خلیے میں اپنے اثرات کا دائزہ وسیع کرنے کے لیے اہم اپارٹمنٹ پر گردانی کیا اور بھارت کی ایجادی پروگرام چلارہا ہے۔ اس نے نیپال، سری لانکا اور بھلادیش کو بہت سے معاملات میں امدادی ہے تاکہ تعاقدات بہتر رہیں اور یہ ممالک کسی بھی نازک وقت میں بھارت سرکار کو یاد رکھیں۔ بھارت نے نیپال اور بھوٹان کے ساتھ ساتھ افغانستان کو بھی بڑے پیانے پر امداد سے نوازا ہے۔ حالیہ بجٹ میں بھارت نے افغانستان کے لیے اہمی کی ۱۲٪ ارب ڈالر کے ہیں جو اس امر کا اشارہ ہے کہ بھارت کے لیے افغانستان اب بھی بہت اہم ہے۔

بھارت کے لیے سب سے زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ چین اس خطے میں محض تجارت کو فروغ نہیں دے رہا بلکہ سرمایہ کاری بھی کر رہا ہے اور کئی ممالک کو غیر معمولی حد تک امداد بھی فراہم کر رہا ہے۔ مثلاً سری لانکا کے نیادی ڈھانچے کو مستحکم کرنے اور اس کی میکیت کو عالمی منڈی میں حصہ بھر کر رہا ہے۔ اسی کی وجہ سے اور کیا کے نیادی ڈھانچے کو مستحکم کرنے کے قابل بنانے میں چین نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ چند برسوں کے دوران سری لانکا میں چین کے اثرات نمایاں ہوئے ہیں۔ سری لانکا کی حکومت نے بہت سے منصوبوں میں چین سے شراکت کو ترجیح دی ہے۔ بھارت کے ساتھ اس کی تجارت اچھی حساسی رہی ہے مگر بھارت نے جواب میں سری لانکا کے نیادی ڈھانچے کو مستحکم کرنے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ سری لانکا میں بھارت کی اہمی سرگرمیاں بھی برائے نام ہیں۔ ایسے میں سری لانکا کی قیادت کا چین کی طرف دیکھنا فطری امر ہے۔ چین نے سری لانکا میں بند رکا، ہوائی اڈہ اور کھیل کے میدان تعمیر کرنے میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے۔ یہ سب کچھ سری لانکا میں چین کی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لیے کافی ہے۔ چین کی قیادت سری لانکا کو اپنے سمندری تجارتی راستے میں بہت اہمیت دیتا ہے۔

سری لانکا نے چین کی آب و زوں کو اپنی بند رکا پر لکر انداز ہونے کی بھی اجازت دی ہے۔ ۲۰۱۲ء میں وہ چین آب و زوں کو بند رکا پر آئیں۔ ہمہ ہنپا کی بند رکا کی تعمیر میں چین مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ بھارت کے لیے بہت اہم ہے۔ اس کی علاقائی بالادستی کا خواب پکننا چور ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے دلوں

# ایلان کی موت - انسانیت کے منہ پر طمانچہ

اور یا مقبول جان

میں آباد ہونے، کاروبار کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس وقت تک جدید قومی سیکولر ریاستوں کے قیام کے بعد پناہ گزینہ، ہمارا جرین یا عارضی شہری کا تصویر نہیں تھا جو آج کی مہذب دنیا کا تحفہ ہے۔ کسی سے شہریت دینے کے لیے پائچی دل یا پندرہ سال تک مملکت سے فادری کا تحریک نہیں ماٹا جاتا تھا۔ پبلے کام کا ویزہ، پھر عارضی رہائش اور پھر شہریت کے جدید مہذب تو نہیں تھے۔ انسان دنیا بھر کے انسانوں کو اپنی طرح ہی کے انسان تصور کرتے تھے۔ یہ یہودی ترکی میں آباد ہو گئے۔ ۱۹۲۳ء میں جب خلافت عثمانیہ ٹوٹی اور ترکی بھی ایک جدید سیکولر قومی ریاست بن گیا تو یہودیوں نے یہ شکم کی جانب آہستہ آہستہ جا کر آباد ہونا شروع کیا۔ ۱۹۲۹ء میں کمال اتنا ترک کے سیکولر ترکی نے اسرائیل کو تسلیم کیا تو یہودیوں کی اکثریت وہاں جا کر آباد ہوئی۔ اسے دنیا میں اسرائیل کی طرف جانے والی دوسری بڑی بھرت کہا جاتا ہے۔

یہودی اسرائیل میں آباد ہو گئے بلکہ آباد کر دیے گئے۔ وہ لوگ جو اس وقت عالمی ضمیر کے جانے اور برطانوی وزیر اعظم کے ضمیر کے زندہ ہونے پر تحسین کے ڈنگرے بر سار ہے ہیں انھیں ۱۹۸۲ء کا صابرہ و شنتیلہ کا وہ قتل عام اور اس کی تصویریں یاد نہیں آ رہی ہیں۔ انھیں گلیوں میں کھیلتے ان سیکڑوں معصوم بچوں کے گولیوں سے چھدے جسموں کی تصویریں بھول گئی ہیں۔ انھیں غرب کے مخصوص بچے یاد نہیں آئے جو اسرائیل کی بمباری سے اسپتاںوں میں مارے گئے، گھروں میں ان کے جسموں کے پر بچے اڑا دیے گئے۔ انھیں عراق کے فلبے میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قتل ہوتے بچوں کی تصویریں بھول گئیں۔ افغانستان میں غزنی کے قریب امریکی فوجی ہمیلی کا پڑھ سے پوری کی پوری بارات کی لاشیں کیا زہن سے محبوگیں۔ روہنگیا مسلمانوں کے بچوں کی لاشیں تو آج بھی کبھی ملائیشیا اور کبھی تھائی لینڈ کے ساحلوں پر دفنائی جاتی ہیں۔

یہ عالمی ضمیر کس چڑیا کا نام ہے۔ یہ انسانی حقوق کس خط میں پائے جاتے ہیں۔ ایلان گردی وہ تین سالہ بچے جسے کو بانی کے شہر میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس کے آباد جادو کو تقسم کس نے کیا اور کیوں کیا۔ وہ جو صلاح الدین ایوبی کے وارث تھے آج یورپ میں پناہ حاصل کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ انھیں جدید قومی ریاستوں کی تخلیق کے وقت شام، عراق، ترکی، اردن اور ایران میں تقسم کر دیا گیا۔ ان کے گرد عالمی سرحدیں کھنچ دی گئیں۔ ان کے ہاتھ میں بندوق دے کر باقی صفحہ نمبر ۳

خلافت عثمانیہ کے تحت پر بائز یہ دوم متمکن تھا۔ اس دوران ۱۹۲۴ء میں اپنی پرانی بیانات کا اور فرمائیہ نے قضہ کر لیا اور لیکن توکل چرچ نے ایک ٹریبیوں قائم کیا جس کا مقصد غیر عیسایوں، ملدوں اور چرچ کے خالین سے زمین کو پاک کرنا تھا۔ اس کا نام تھا "inguiccion la de officio del Tribunal" کرنا، قتل کرنا، غلط نظریات رکھنے والوں کو آگ میں جلا نا اور عمر بھر جیل میں قید رکھنا تھا۔ ۱۹۲۹ء مارچ ۲۰۱۲ء کو ایک حکم نامہ جاری کیا گیا، جسے حکم نامہ الحمرا کہا جاتا ہے جس کے تحت حکم دیا گیا کہ تمام یہودی ۳۳ جولائی تک اپنی چھوڑ دیں۔

یہودیوں پر اپنیں میں نہ رہنے کی پابندی ۱۹۲۸ء نوember کے کام کی ضرورت ہو تو مزدوری۔ آپ کے پاس سرمایہ ہے تو آپ کا سک قائم رہی جب دوسری ٹیکن کو نسل نے ۱۹۲۹ء کے حکم نامے کو منسوخ کر دیا اور ۲۰۱۲ء یعنی گزشتہ سال اپنی کی حکومت نے یہ قانون منظور کیا ہے کہ وہ یہودی جو یہاں سے چلے گئے تھے، ان کی نسل میں کوئی شخص اگر ثابت کرے تو وہ دہری شہریت کے طور پر اپنیں کی شہریت حاصل کر سکتا ہے۔ اس ٹریبیوں کے مظالم سے تاریخ کے صفات بھرے ہوئے ہیں۔ اس ٹریبیوں کے مظالم سے تاریخ کے صفات بھرے ہوئے ہیں۔ شاعروں، مصوروں، سائنس دانوں اور فلسفیوں کو مجعک کیا جاتا، ٹریبیوں فیصلہ کرتا کہ ان میں شیاطین کی روح گھس گئی ہے۔ پھر ایک دن شہر کے بچوں تیج بہت بڑا لاؤ روشن کیا جاتا اور ان سب کو اس میں پھینک دیا جاتا۔ یہودیوں کو جب یہ حکم ملا کہ وہ ناپاک ہیں اور اپنیں چھوڑ دیں تو ان میں نصف کے قریب عیسائی ہو گئے۔ چرچ کے پروہتوں نے یہ حکم جاری کیا کہ وہ روزانہ ان کے سامنے سور کا گوشت کھائیں گے اور ہفتے یعنی یہودیوں کی چھٹی کے دن اپنی کافی نیں کھولیں گے۔ ایک مہینے کی مہلت تھی۔ لاکھوں یہودی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار اسی سمندر میں پناہ اور امان کی تلاش میں بھکلنے لگے۔

کچھ کو قریب کے افریقی ساحلوں پر رہنا نصیب ہو گیا لیکن تاریخ کاروشن باب یہ ہے کہ سلطان بایزید دوم کو جہان کی حالت زار کا عالم ہوا تو اس سمندر میں بکھرے یہودیوں کو پچانے کے لیے اپنا سب سے بڑا بھر جہاز "کمال رئیس" ہوا۔ جدید قومی سیکولر ریاستوں کی سرحدوں کا تحفظ مفلوک الہ انسانوں کی جانوں سے زیادہ مقدس اور محترم ہے۔ یہ ساحل تھا اور دوسری جانب روزانہ قحط سے لوگ مر رہے ہوں۔ جدید قومی سیکولر ریاستوں میں مسلم امہ سرحدوں اور جدید قومی ریاستوں میں تقسم نہیں ہوئی تھی۔ کوئی عربی، ایرانی، مصری، شامی اور لبانی نہیں تھا۔

## مراکش: بلدیاتی انتخابات میں حکمران جماعت کا میاں

ایک اچھی عالمت ہے کہ لوگوں کو کارکردگی پسند آئی ہے۔ مراکش جمہوری کلچر کو تیزی سے اپنارہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہت سے جمہوریت کی طرف سفراب تک خاصاً سبک رفتار اور بہتر رہا ہے۔ معاملات خون خرابے کی طرف نہیں گئے۔

اپوزیشن کی سب سے بڑے جماعت پی اے ایم نے مقامی کونسلوں کی ۲۶۵۵ (تقریباً ۲۱ فیصد) نشیں حاصل کیں۔ اس میدان میں پی جے ڈی کی کامیابی ۷۴ فیصد رہی۔ رجعت پسند استقلال (ائندینڈنس) پارٹی نے ۵۰۲ (تقریباً ۱۸ فیصد) نشیں حاصل کیں۔

پی اے ایم ۲۰۰۸ء میں تکمیل دی گئی تھی اور آئندہ برس اس نے بلدیاتی ایکشن میں حصہ لے کر اپنی حیثیت بھی منوائی تھی۔ مگر ۲۰۱۱ء کے عام انتخابات میں اس کی کارکردگی زیادہ اچھی نہیں رہی۔ عرب دنیا میں بیداری کی لہر وڑ پچھی تھی اور بہت کچھ بہت تیزی سے تبدیل ہو رہا تھا۔ ایسے میں لازم تھا کہ انتخابی کامیابی کے لیے تیار کی جاتی، منشوں میں جامع نکات شامل کیے جاتے اور لوگوں کو یقین دلایا جاتا کہ خطے میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کی کوکھ سے بہتری کی امید برآمد کرنے میں جمہوریت بھر پور کارادا کرے گی۔ پی اے ایم نے کسی واضح تیاری کے بغیر عام انتخابات کے میدان میں قدم رکھ دیا جس کا نتیجہ یہ رہا۔ مگر اس کی بلدیاتی انتخابات والی کارکردگی بھی گھنائی۔ پی جے ڈی نے آسانی سے حکومت بنائی۔

**کرپشن کے خلاف مہم**  
پی جے ڈی کے قیام کا نیادی مقصد اسلامی اقدار کو فروغ دینا تھا تاکہ معاشرہ زیادہ سے زیادہ اسلامی ہو۔ مگر حالیہ

باتی صفحہ نمبر ۱۳

سمیت اکثر بڑے شہروں اور اضلاع کی حکومتوں کی جیت میں۔ یاد رہے کہ ۲۰۱۱ء میں عرب ممالک میں انقلاب کی لہر سے قبل ملک میں بادشاہ کی مرضی کے بغیر کوئی جماعت نہیں جیت سکتی تھی۔ بادشاہ ہی ملک کے لیے وزیراعظم کا انتخاب کرتا تھا، جبکہ نئے دستور کے مطابق بادشاہ پارلیمنٹ میں سب سے زیادہ نشیں حاصل کرنے والی جماعت کو وزیراعظم بنانے کا پابند ہے۔ نئے دستور کے مطابق لکھی تیری و ترقی اور اختیارات کو پچھلی سطح تک منتقل کرنے کے لیے نیا بلدیاتی نظام متعارف کرایا گیا۔ مراکش میں اسلامی تحریک دو لاگ تظہروں کے ذریعہ کام کر رہی ہے۔ دعوتی، تربیتی اور دینی سرگرمیوں کے لیے ”تحریک توحید و اصلاح“ اور سیاسی جدوجہد کے لیے ”جسٹس ایڈڈی پیمنٹ پارٹی“ کے نام سے۔

کارادا کرنا چاہتی ہیں۔ اس حوالے سے ان کی بھرپور کوشش تھی اور جس کے ذریعے بہتر انداز سے آگے بڑھنا ممکن تھا۔ بلدیاتی انتخابات کو حکمران جماعت کی مقبولیت کے لیے ایک بڑی آزمائش کے روپ میں دیکھا جا رہا تھا۔ بادشاہت ختم ہوں۔ متعلقہ وزارت کا کہنا ہے کہ پولنگ کا تناسب ۵۳ فیصد سے زائد رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بھی ووٹ کے ذریعے اپنی رائے دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ مراکش جیسی نو زائدہ جمہوریت میں ۵۳ فیصد ووٹ ڈالنے کی شرح حوصلہ افزما اور خوش آئندہ ہے۔ یہ گویا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جمہوریت کو اپنانے کی راہ پر گامزن ہیں۔

پی جے ڈی نے علاقائی کونسلوں کی ۲۵ فیصد سے زائد نشیں حاصل کیں جو کسی بھی دوسری جماعت کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہیں۔ مقامی کونسلوں کے انتخابات میں پی جے ڈی کی کارکردگی زیادہ اچھی نہیں رہی۔ ان میں سے بیشتر نشیں دیکھی علاقوں میں تھیں۔

حکمران پی جے ڈی نے کاسا بلانکا، طنج، رباط، فیض، انادری اور دیگر بڑے شہروں میں بیشتر نشیں حاصل کیں۔ شہری نشتوں کی حد تک پی جے ڈی کی کامیابی کم و بیش ۱۶ فیصد تھی۔ ۲۰۰۹ء کے بلدیاتی انتخابات کے مقابلے میں اس کی کامیابی تین گناہ رہی۔ اس سے یہ اندازہ ہوئی کہ شہری علاقوں میں حکمران جماعت کی مقبولیت میں غیر معمولی رفتار سے اضافہ ہوا ہے۔ جماعتیں فعال ہو چکی ہیں اور جمہوریت کے ذریعے فروغ میں اپنا

مراکش میں سیاسی انتظام کی وہ سلطنتیں رہیں، جو ہوا کرتی تھیں اور جس کے ذریعے بہتر انداز سے آگے بڑھنا ممکن تھا۔ بلدیاتی انتخابات کو حکمران جماعت کی مقبولیت کے لیے ایک بڑی آزمائش کے روپ میں دیکھا جا رہا تھا۔ بادشاہت ختم کرنے اور جمہوری اصلاحات نافذ کرنے کے لیے چلانی کرنے والی ملک گیر تحریک کے نتیجے میں موجودہ حکومت کو قائم ہونے کا موقع ملا تھا۔ پی جے ڈی سے عوام کو کسی بھی دوسرے معاملے سے زیادہ اس بات کی توقع رہی ہے کہ وہ ملک کو زیادہ سے زیادہ جمہوریت کی طرف لے جانے میں اپنا کاردار مددگار سے ادا کرے گی۔ بلدیاتی انتخابات کو عوام نے جمہوریت کی طرف لے جانے والے ایک اہم راستے کے طور پر دیکھا اور جوش و خروش سے اس میں حصہ لیا۔ انہیں اندازہ تھا کہ انتخابات ہی وہ طریقہ ہے جس پر عمل کر کے جمہوریت کو مزید سلطنت کیا جاسکتا ہے اور ملک کو جمہوریت کی راہ پر آگے بڑھا جایا جاسکتا ہے۔

مراکش کے بلدیاتی انتخابات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مقامی کونسلوں کی ۳۰ ہزار اور علاقائی کونسلوں کی ۵۰ نشتوں کے لیے ۳۰ میں جماعت کے لیے ایک لاکھ ۴۰ ہزار سے زائد امیدوار میدان میں اترے۔ اتنی بڑی تعداد میں امیدواروں کا انتخابات میں حصہ لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ملک میں جمہوریت پہنچ رہی ہے اور لوگ جمہوری اداروں کے ذریعے اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں فعال ہو چکی ہیں اور جمہوریت کے ذریعے فروغ میں اپنا

## مراکش کے بلدیاتی انتخابات ۲۰۱۵ء

### سمیع الحق شیر پاؤ

۳ سال قبل عالم عرب میں تبدیلی کی لہر کے دوران مراکش کے شاہ محمد ششم نے ”قبل از وقت“، اقدام کرتے ہوئے اکثر اختیارات منتخب حکومت کو منتقل کر دینے کے بعد ملک میں آزاد نہ انتخابات کروادیے تھے۔ ان انتخابات میں اسلامی تحریک ”جسٹس پارٹی“ سب سے بڑی جماعت بن کر ابھری اور ٹکوٹ حکومت کی سربراہی کرتے ہوئے عنان اقتدار سنبھالا۔

۲ تیر کو مراکش میں ہوئے بلدیاتی انتخابات کے تتمی تباہ آپکے ہیں۔ جسٹس پارٹی نے گزشتہ سے بہت بہتر نتائج حاصل

کیے۔ بلدیاتی انتخابات میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل کرتے ہوئے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ جب کہ بلدیاتی اداروں میں اپوزیشن پارٹی ”حزب الاصالہ والمعاصرة“ (پی اے ایم) نے ۲۱ فیصد نشیں حاصل کر کے پہلی جب کہ ”جسٹس پارٹی“ نے کامیابی حاصل کر کے دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

گزشتہ بلدیاتی انتخابات منعقد ۲۰۰۹ء میں جسٹس پارٹی نے چھٹی پوزیشن حاصل کی تھی۔ اس دفعہ جسٹس پارٹی نے نصف تین گناہ زیادہ نشیں حاصل کی ہیں (گزشتہ انتخابات میں ۱۵۰۰ جبکہ حالیہ میں ۵۰۲۱ میں) بلکہ کاسا بلانکا، طنج، رباط، فاس اور انادری

# ایرانی جوہری معاملے کا تجزیہ

George Perkovich, Mark Hibbs  
James M. Acton, Toby Dalton

ایران، روس، برطانیہ اور امریکا کا ایک ایک نمائندہ شامل ہوگا۔ کوئی بھی فریق اپنی شکایت لے کر کیشن کے پاس جا سکتا ہے۔ اگر ۵ اردوں میں سمنہ حل نہیں ہوتا تو معاملہ کیشن میں شامل ریاستوں کے وزراء خارجہ کے پاس لے جایا جا سکتا ہے۔

جن کے پاس حل نکالنے کے لیے مزید ۱۵ اردوں ہوں گے۔ اسی دوران کوئی بھی فریق مشاورتی بورڈ تشکیل دینے کی درخواست کر سکتا ہے، جو مختلف فریقین اور ایک آزاد رکن پر مشتمل ہوگا اور محض مشورہ دینے کا مجاز ہوگا۔ اگر ان میں سے کوئی بھی طریقہ کارگر نہ ہو تو مفترض فریق اپنی یقین دہانیوں پر عمل کرنے کا پابندیں رہے گا اور وہ اس بات سے اقوام متحده کی سلامتی کو نسل کو مطلع کر سکتا ہے۔ ایسا ہو تو اقوام متحده کی عائد کردہ پابندیاں ۳۰ روز کے بعد خود بخوبی دوبارہ عائد ہو جائیں گی، الایہ کہ سلامتی کو نسل اس کے بر عکس قرارداد منظور کر لے۔

**خوبیاں:** مشترک کیشن کی زیرگرفتاری یہ مرحلہ وار نظام تنازع کو طول پکڑنے نہیں دے گا اور کیشن کا کوئی بھی فریق معاملہ کے ازسرنو جائزے کا عمل شروع کرو سکتا ہے۔ سلامتی کو نسل کا کوئی بھی مستقل رکن اگر کیشن کی کارکردگی یا اعتراض کا نتائج بننے والے فریق کے طرز عمل سے مطمئن نہ ہو تو وہ پابندیاں دوبارہ عائد کر دی سکتا ہے۔

**خامیاں:** اگر مصالحت اور شاثی کی کوششیں ناکام ہوتی ہیں تو بات معاملے کی منسوخی تکمیل جاسکتی ہے۔ ایران کہہ چکا ہے کہ اگر تکمیل یا جزوی پابندیاں لگائی گئیں تو وہ بھی معاملے کے مکمل یا جزوی انحراف کر سکتا ہے۔ ایران کو جوہری تھیار حاصل کرنے سے روکنے کے لیے اب کوئی فریق ملک اس معاملے سے بہت کر کوئی اقدام نہیں کر سکتا، اسے لازماً کیشن سے رجوع کرنا ہوگا۔ یہ غضراءیران کے لیے ثابت لیکن کچھ دیگر ریاستوں کے لیے (جن میں مشرق و سطی کی ریاستیں سرہنہست ہیں) منفی ہے۔

**خلاصہ:** تفصیلی کے اس نظام میں مقولیت اور بر وفت اقدام کی صلاحیت دونوں موجود ہیں اور یہ سلامتی کو نسل کو بھی اختیار دیتا ہے کہ اگر ایران مخفف ہو جائے تو وہ پابندیاں دوبارہ لگا دے۔ تاہم حقیقت میں اس معاملے کا اطلاق اور ریاستوں کی جانب سے درسوں کو اس پر عمل کرنے کا پابند بنا جاتا پر منحصر ہے گا۔ ہر چند کہ یہ معاملہ محض جوہری صلاحیت سے متعلق ہے، مگر اس کے نفاذ میں واقع تریاسی، معاشی اور عسکری مظہر نامے کو بھی مرکزی اہمیت حاصل رہے گی۔ ابھی تک ایران کے ۹۰۰۰ ارگیس سینٹری فیوجز آئی آون میس (IR-1s) کے کمتر معیار پر ہیں مگر ایران نے کچھ جدا آئی آرٹو ایم (IR-2m) تشکیل دیا ہے، جس میں چین، یورپی یونین، فرانس، جمنی،

کا جائزہ لے کر یہ تصدیق کرنے کے قابل ہے کہ جوہری پروگرام خالصتائپر امن مقاصد کے لیے ہے۔

جوہری عدم پھیلاوہ کے معاملے (NPT) اور آئی اے ای مستقل ارکان اور جرمی نے ایران کے ساتھ اس کے جوہری عدم پھیلاوہ کے اصولوں کو دوام تو بخشنے گا لیکن دو معنوں میں یہ NPT سے بھی زیادہ موثر ہے۔ اول یہ کہ ریاستیں NPT سے عیحدہ ہو کر جوہری تھیار بنا سکتی ہیں، مگر ایران نے اس معاملے کے تحت کبھی بھی جوہری تھیار حاصل نہ کرنے کی یقین دہانی کرادی ہے۔ دوم یہ کہ این پیٹی اُن سرگرمیوں پر گران نہیں جو ایران پر عائد پابندیوں میں نہیں کر سکے گا۔ بد لے میں جوہری بم کی تشکیل میں مددگار ہوں، مگر یہ معاملہ ایسی گرانی کا بھی جائز ہے۔ یہ معاملہ جہاں امریکا اور ایران کے مابین ۲۳ سال بعد باضابطہ سفارتی تعلقات کا مکثہ آغاز بنے گا، وہیں اس کے دیباچہ میں یہ امید ٹھاکری گئی ہے کہ ایران کا پارمن جوہری پروگرام ”عدم پھیلاوہ“ کے میں الاقوامی اصولوں اور عملی ضروریات“ کے مطابق ”مناسب رفتار“ سے آگے بڑھے گا۔

## مکمل خطرات

بس طرح عالمی طاقتیں ایران سے معاملہ کرنے پر مجبور ہوئیں، دیگر ریاستیں بھی یورپین افزوودہ کر کے اور دوسرے استعمال کے قابل آلات بنا کر جوہری تھیار بنانے کے لیے درکار دوڑانیہ کم کر سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایک یا ایک سے زائد فریقین تمام شقوں کو مطلوب انداز میں لا گونہ کریں جس کا نتیجہ یہ اختلافات کی صورت میں نکل سکتا ہے جو آسانی سے دو نہیں ہوں گے۔ ایران این پیٹی کا رکن ہے مگر اس کی جوہری صلاحیت زیادہ ہے۔ پابندیاں ختم ہونے کے بعد ممکن ہے وہ عالمی برادری کی پروانہ کرتے ہوئے کم عمر میں محدود پیمانے پر جوہری تھیار حاصل کر لے۔

معاملہ کے تمام فریقین نے ان مشکلات سے ٹھنڈے پر زور دیا جو اس کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ ایران اور امریکا میں موجود معاملے کی مخالفت اور فریقین کی جانب سے معاملہ کرنے سے باز ٹھیک گی۔ نیتیجاً ان حالات سے جنم لے سکتی ہیں۔

## معاملہ کے اہم نکات

فریقین نے اختلافات دور کرنے کے لیے مشترکہ کیشن تشكیل دیا ہے، جس میں چین، یورپی یونین، فرانس، جمنی،

۱۴ جولائی ۲۰۱۵ء کو اقوام متحده کی سلامتی کو نسل کے پانچ پروگرام خالصتائپر امن مقاصد کے لیے ہے۔ اسے کے جائزہ نظام کی خامیوں سے قطع نظر، یہ معاملہ جوہری عدم پھیلاوہ کے اصولوں کو دوام تو بخشنے گا لیکن دو معنوں میں یہ NPT سے بھی زیادہ موثر ہے۔ اول یہ کہ ریاستیں NPT سے عیحدہ ہو کر جوہری تھیار بنا سکتی ہیں، مگر ایران نے اس معاملے کے تحت محدود کر کے معاملہ کا نفاذ یقینی بنا یا جائے گا، جبکہ ایران جوہری مواد جمع نہیں کر سکے گا۔ بد لے میں ایران پر عائد پابندیوں میں نہیں کر کے پہاڑنے جوہری تعاون کو فراغ دیا جائے گا۔ معاملہ میں نظر (Natanz)، فردو (Fordow) اور آرک (Arak) میں قائم جوہری تعمیبات کا خصوصی ذکر کرتے ہوئے ان کے معاملے اور حد بندی کی بات کی گئی ہے۔ مسودہ خاصاً یچیدہ ہے جس کا متن اور پانچ ضمیمه جات ۱۰۰ سے زائد صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

ہمارا مقصود جوہری عدم پھیلاوہ کے تناظر میں اس معاملہ کا غیر جانبدارانہ اور معروضی جائزہ لینا ہے۔ معاملہ کے ابھی یا برے ہونے کے حوالے سے کوئی تحقیقی رائے پیش کرنے کے بجائے رائے سازی کے لیے قارئین کی مدد کرنا ہمارا مطلوب نظر ہے۔ بہت سے یقیدہ معاملہوں کی طرح JCPoA میں بھی بظاہر غیر متعلقہ معاملات پر سمجھوتے کیے گئے ہیں۔ اسی تناظر میں ہم نہ صرف بھوئی طور پر معاملے کے فوائد اور اس سے جڑے خطرات کا جائزہ لیں گے بلکہ مختلف شقوں کی خوبیوں اور خامیوں پر بھی لگاہ ڈالیں گے۔ ان سوالات اور مسائل کو بھی اٹھایا جائے گا جو معاملے کے کامیاب نفاذ کی صورت میں آنے والے مینیوں اور بررسوں میں سراخ سکتے ہیں۔

**مکمل فوائد**

معاملہ کے مطابق دس سے پندرہ سال تک ایرانی جوہری پروگرام محدود رہے گا اور یہ پابندیاں تہران کو جوہری تھیار حاصل کرنے سے باز ٹھیک گی۔ نیتیجاً ان حالات سے بچا جائے گا جو ایرانی جوہری سرگرمیوں کے اعادے اور جگہ کی صورت میں پیدا ہو سکتے تھے۔ معاملہ اس بات کی صفائح دے گا کہ جوہری مواد شفاف طریقے سے جمع کیا جا رہا ہے اور بین الاقوامی جوہری تو اتنای ایجنسی (IAEA) ایرانی سرگرمیوں

پاندیوں کے بعد افزوڈگی بینالاوجی کے استعمال اور نئے پلانٹ لگنے میں آزاد ہو گا جس کا نتیجہ زیادہ طاقت اور جدید سینٹری فوجز کی تیاری کی صورت تکلیک سکتا ہے۔ دس سال بعد ایران جوہری پھیلا کو خیر رکھنے والی لیزر بینالاوجی کی مدد سے یورپیں افزوڈ کر سکتا ہے۔ پاندیوں کے خاتمے پر اگر ایران اپنی پرانی ضروریات سے بڑھ کر افزوڈگی کرتا ہے تو جوہری تھیاروں کی طرف پیش قدمی کے خدشات پختہ ہو جائیں گے۔

**خلاصہ:** افزوڈگی کی طرف ایرانی پیش قدمی نے جوہری بحران کو جنم دیا تھا، لہذا معاهدے کے تحت این پیٹی کے دائرے میں رہتے ہوئے اس نظر سے منٹنے کی ضرورت ہے۔ معاهدے کے بعد بریک آوث ٹائم کا بڑھ جانا اور خیفر طور پر افزوڈگی کے امکانات محدود ہونا اہم کامیابی ہے، مگر وہ سال بعد

تجددید کا کام نہیں کر سکے گا۔ مختصر پیمانے پر جدید نوعیت کا کام کرنے کی بھی اس شرط پر اجازت ہو گی کہ اس سے یورپیں کی افزوڈگی میں مدد ملے جائے۔ آٹھ سال بعد جدید بینالاوجی سے استفادے پر عائد پاندیوں ہٹالی جائیں گی۔

**خوبیاں:** امر کی اندازے کے مطابق اس وقت ایران کو ایک بمانے کے لیے درکار یورپیں افزوڈ کرنے میں دو سے تین میں لگیں گے (ای دو را بنے کے time breakout ۲۳۵۷-U)۔ اس فیصد سے زیادہ افزوڈ نہیں کر سکے گا (ب) بمانے کے لیے تقریباً ۹۰ فیصد تک افزوڈگی درکار ہوتی ہے۔ اس ۶۷۶۴ فیصد افزوڈ یورپیں کے ذخیرہ بھی تقریباً ۴۰،۰۰۰ ارب کلوگرام سے کم کر کے ۳۰۰ کلوٹک لانے ہوں گے۔

مشینیں بھی بنا لیں اور مزید کی تیاریوں میں ہے۔

**معاہدے کے اہم نکات**

دشمال میں ایران اپنے ۱۹۰۰۰ ارگیس سینٹری فوجز میں دو تہائی کی کرنے کا پاندہ ہو گا اور ۲۱۰۴۳ آئی آرولن سینٹری فوجز رکھ سکے گا، جن میں سے یورپیں افزوڈ کرنے کے لیے ۵۰۲۰ لیے سے زیادہ استعمال نہیں کیے جاسکیں گے۔ پندرہ سال تک وہ کوئی نیا افزوڈگی پلانٹ نہیں لگائے گا اور یورپیں آئوٹپ یو (۲۳۵۷-U) کے فیصد سے زیادہ افزوڈ نہیں کر سکے گا (ب) بمانے کے لیے تقریباً ۹۰ فیصد تک افزوڈگی درکار ہوتی ہے۔ اس کی تو آئی اسے ای کی نظر وہ سے نہ پہنیں سکے گا۔

**خلیلیاں:** ایران اس پیمانے پر افزوڈگی جاری رکھ سکے گا جس کی عملی طور پر اسے ضرورت نہیں ہے۔ دشمال تک ایران کی بھی طرح کے سینٹری فوج پر تحقیق و آٹھ سال تک ایران کی بھی طرح کے سینٹری فوج پر تحقیق و

وہ سیاست میں ناکام رہے۔ انہیں ایران میں قابل ہڑو سماں سمجھا جاتا ہے مگر وہ کوئی کرہتی شخصیت نہیں ہیں۔ ان کی واپسی غالباً قاسم سلیمانی پر نظر رکھنے کے لیے ہوئی ہے۔ ذراع کا کہنا ہے کہ قدس فورس کا کوئی شعبہ تعلقات عامہ نہیں ہے اور اس کے کام کی نویعت خاموشی کی مقاضی ہے، جبکہ سلیمانی کی تصاویر اتنی زیادہ ہو گئی تھیں کہ حکومت کو انہیں روکنا پڑا۔

اب چونکہ جزل سلیمانی دوبارہ پس منظر میں چلے گئے ہیں تو وزیر خارجہ جو ادھریف کی صورت میں مختلف مزاج کی حال ایک نئی شخصیت سامنے آئی ہے۔ امریکا اور دیگر پانچ طاقتوں ملکوں کے ساتھ حال ہی میں جوہری معاملہ کرنے والا ایران اب عراق اور شام میں فوجی کارروائی کے بجائے سفارت کاری کو ترجیح دے رہا ہے۔ ماضی کے عکس جب جزل سلیمانی ایران کے ایسا پر معاملات طے کر رہے ہوتے تھے، اب جواد طریف ایرانی خارجہ پالیسی کی سماں سنبھالے ہوئے ہیں۔

حالیہ غتوں کے دوران جواد طریف نے روس، عراق، عمان، قطر، کویت، لبنان اور یونس کے دورے کیے۔ اندر وہی ذراع کتبے ہیں کہ ان دوروں کا متصدی شام میں جاری خانہ جنگی کا خاتمہ ہے، جس کی وجہ سے ایرانی اثر و رسوخ بڑھنے کے بجائے کم ہوتا جا رہا ہے۔ تہران محض یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس نے بشار الاسد کو عسکری مشاورت فراہم کی ہے، حالانکہ شام میں اس کے بہت سے فوجوں کے ساتھ متعدد جنگیں بھی مارے جا چکے ہیں۔ نتیجتاً دہا جانی دہلی نقصان بڑھتا جا رہا ہے۔

(ترجمہ: حارث رقیب عظیم)

"A lion in winter". ("Economist". Sept. 5, 2015)

## ایران کے جزل سلیمانی کا عروج و زوال

ایران کے سب سے نمایاں فوجی افسر مجرم جزل قاسم جا رہا ہے کہ ناقدین کے سرخیل خود عراق کے فاضل ترین شیعہ سلیمانی کو اندر وہ ملک ایک عرصے سے عزت و احترام حاصل ہے مگر وہ کسی منظر عام پر نہیں آئے تھے، یہاں تک کہ عراق کے معاذوں پر لی گئی ان کی تصاویر سماجی میڈیا پر آئیں جن میں وہ داعش کے جہادیوں کو بغداد سے پرے دھکلیے والوں کی قیادت کرتے دکھائی دیے۔ ایرانی پاسداران انقلاب کے بیرونی دھڑکے قدس فورس کے ۵۸ سالہ کمانڈر پھر اس تیزی سے مقبول ہوئے کہ سال کے بہترین آدمی کا اعزاز اپنے نام کر لیا۔ جزل سلیمانی کی تصاویر کو شروع میں نظر انداز کیا گیا مگر چونکہ ایران اسے اس حوالے سے تشویش پر پہنچ ایک ذائقہ پیغام بھی ایران کے رہبر معظم علی خامنہ ای کو بھجوایا تھا۔ مگر اس سب کے بعد نہ نہاد شیعہ بلاں (Shia Crescent) کے پانچویں عرب ریاست یعنی اردن تک پہنچنے کا بیان سلیمانی کے تابت میں آخری کیلی ثابت ہوا۔ ذراع کے مطابق "اب وہ ایک کوںل کی گمراہی میں ہیں اور پہلے کی طرح ذیور خارجہ بن کر نہیں رہ سکتے"۔

یمن میں سعودی کارروائی کو بھی سلیمانی کے زوال کی ایک وجہ قرار دیا جا رہا ہے۔ عرب اتحاد کے سربراہ کے طور پر سعودی عرب کی کارروائی ایران کی جانب سے حوثی باغیوں کی امداد اور سرپرستی کے بعد سامنے آئی، کیونکہ شیعہ حوثیوں نے یمن کی عالمی سطح پر تسلیم شدہ حکومت کو مارچ میں فراہوئے پر مجبور کر دیا تھا۔ تہران میں موجود ذریعہ کے بقول "یمن کے بارے میں قدس فورس کے اندازے بہت غلط ثابت ہوئے جس نے رہبر معظم کو یہ یقین دلایا تھا کہ سعودی عرب حملہ نہیں کرے گا۔ یہی رپورٹ پیش کر رہے تھے۔ اب نہ صرف شیعہ میلیشیا کے ساتھ ان کی سلفیہ کو ناپسندیدہ قرار دیا جا رہا ہے بلکہ ان کی حکمت عملی پر بھی سوالات اٹھ رہے ہیں۔ تہران میں مقیم ایک سیاسی تجویزی کار پاسداران انقلاب کے سابق سربراہ محسن رضاوی نے ۱۹۹۷ء میں سکدوشی کے بعد تین مرتبہ صدر بننے کی کوشش کی مگر

مکنی کو ٹوٹ پر ان کا ایک مزاحیہ اکاؤنٹ بن گیا اور پکھمداح پیار سے انہیں "سپرمن" (Superman) کہنے لگے۔ مگر یہ سب ایک بار پھر بدلت گیا ہے۔ حالیہ مہینوں میں جزل سلیمانی نظر سے بالکل غالب رہے اور رواں تفتے صرف اُس وقت نظر آئے، جب وہ ایران کی طاقتوں مجلس خبرگان رہبری (Assembly of Experts) کو علاقائی معاملات پر رپورٹ پیش کر رہے تھے۔ اب نہ صرف شیعہ میلیشیا کے ساتھ ان کی سلفیہ کو ناپسندیدہ قرار دیا جا رہا ہے بلکہ ان کی حکمت عملی پر بھی سوالات اٹھ رہے ہیں۔ تہران میں مقیم ایک سیاسی تجویزی کار پاسداران کے بعد تین مرتبہ صدر بننے کی کوشش کی مگر اور ان کے بارے میں بہت ساری شکایات عام تھیں۔ کہا

**معاہدے کے اہم نکات**  
 جوہری پروگرام کے لیے ایرانی خیریاری پر نظر رکھنے کی خاطر ایک باضابطہ شفاف نظام ترتیب دیا گیا ہے، جس کی نگرانی مشترکہ کمیشن کرے گا۔ سلامتی کو نسل کی قرارداد نمبر ۲۰۲۳ کو نسل کو یہ اختیار دینی ہے کہ وہ مشترکہ کمیشن کے متعلق گروپ کی سفارش پر جوہری استعمال یادہ رے استعمال کی خاطر ایران کو سامان دینے کے عمل کی نگرانی کر سکتی ہے تاکہ ایرانی پاسداری کو یقینی بنایا جاسکے۔  
**خوبیاں:** اس مؤثر نظام کی بدولت پی فائیو+ جمنی (P5+) اور ایران کا مشترکہ گروپ خفیہ ایرانی جوہری سرگرمیوں کو روک دے گا اور ایران نے اگر خفیہ خیریاری کی تو اسے معاہدے کی خلاف ورزی کھجھتے ہوئے پابندیاں دوبارہ لگادی جائیں گی۔

**خامیاں:** کوئی نہیں۔

**خلاصہ:** اگر یہ نظام صحیح طریقے سے چلا تو یہ یقین دہانی حاصل ہو جائے گی کہ ایرانی جوہری پروگرام شفاف ہے اور نظام کے صحیح چلکے کے امکانات اس لیے روشن ہیں کہ اگر ایران نے اس راستے سے ہٹ کر کوئی خیریاری کی تو اسے معاہدے سے روگردانی سمجھا جائے گا۔ ایرانی پاسداری کا تعین کرنے کے لیے آئی اے ایے کی تصدیق کیڈی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ وہ یہ تصدیق کرنے کی محاذ ہے کہ جوہری تنصیبات، سرگرمیاں اور مواد تھیارسازی کے کام میں نہیں لاۓ جا رہے کوئی خفیہ یا غیر امن پسند اور سرگرمیاں نہیں ہو رہیں۔

**معاہدے کے اہم نکات**

معاہدے کے تحت آئی اے ایے کو اختیار ہے کہ وہ ایران کی جانب سے یورینیم کی افزودگی، سینٹری فیوجز کی پیداوار اور سامان اور مواد کے ذخیرے و تلف پر نظر رکھ سکے۔ معاہدے کی رو سے ایران پر لازم ہے کہ وہ اضافی پروٹوکول (Additional Protocol) لاؤ کرے جس کے تحت آئی اے ای اے غیر ظاہر شدہ مقامات کے معائنے اور ظاہر شدہ تنصیبات اور جوہری تجارت کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھ سکتی ہے۔ معاہدے ایسی سرگرمیوں کا سد باب کرتا ہے جن سے جوہری تھیار بنا نے کی طرف پیش قدی ہوتی ہو اور آئی اے ایے کو وہ شک کی بنا پر تحقیقات کا جواز بھی فراہم کرتا ہے۔

**خوبیاں:** آئی اے ایے کی تصدیق کا واضح مقصد آٹھ برس میں یہ تعین کرنا ہے کہ ایرانی جوہری پروگرام مکمل طور پر شفاف اور پاہن ہے۔ ایجنٹی یورینیم کی افزودگی اور حساس

کر کے معاہدہ توڑ سکتا ہے۔ دس سال بعد وہ اس شرط پر جدید سینٹری فیوجز استعمال کر سکتا ہے کہ انہیں یورینیم افزودہ کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور پندرہ سال بعد یورینیم کی افزودگی بغیر کسی رکاوٹ کے دوبارہ شروع کر سکتا ہے۔

**خلاصہ:** ۲۰۱۳ء کے عبوری سمجھوتے کی پہنچ پر ہونے والے اس معاہدے کے بعد فردو میں مقررہ تعداد سے زیادہ سینٹری فیوجز جمع کیے جائیں گے اور نہ ہی یو ۲۳۵ کی افزودگی ۲۰ فیصد سے زیادہ ہو سکے گی۔ لیکن پندرہ برس بعد یا اس سے پہلے ہی ایران نے معاہدے سے انحراف کیا تو فردو میں افزودگی کو روکنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ ایران ۲۰۰۶ء سے اقوام متحده کی سلامتی کو نسل کی ان قراردادوں کو خاطر میں نہیں لارہا جن میں ارک کے مقام پر تھیارساز پلوٹو نیم بنانے کے لیے انتہائی موزوں آئی آرم ری ایکٹر کی تغیر و رونکے کا حکم دیا گیا ہے۔

**معاہدے کے اہم نکات**

ایران آئی آرم ۲۰۰۷ کی ساخت میں تبدیلی کرے گا، اپنی سرگرمیوں میں کثیف پانی (Heavy water) کم سے کم استعمال کرے گا، اور ری ایکٹر کے تباکاری مواد کو توقف کرے گا۔ ایران نے وعدہ کیا ہے کہ وہ پندرہ سال تک استعمال شدہ ایندھن کو دوبارہ استعمال نہیں کرے گا اور اس کے بعد بھی ایسا نہ کرنے کی یقین دہانی ہوئی کرائی ہے۔

**خوبیاں:** آئی آرم ۲۰۰۹ کی ساخت میں تبدیلی سے ایران حص ایک چھوٹا ری ایکٹر ہی بنائے گا جس سے ارک میں پلوٹو نیم پیدا کرنے کی صلاحیت بہت محدود ہو جائے گی اور اگر ایران نے تھیارساز پلوٹو نیم بنانا چاہا تو بھی بہت محدود پیدائے گرہی بنانا پائے گا۔ ایران یہ وعدہ کرے گا کہ اس ری ایکٹر کے استعمال شدہ ایندھن سے پلوٹو نیم نہیں نکالا جائے گا اور اسے پیروں ملک بھیج دیا جائے گا۔ اس ایندھن میں موجود پلوٹو نیم تک ایران کی کوئی رسائی نہیں ہو گی۔

**خامیاں:** گوہ کہ ایران نے کا یقین کرنے کا یقین دلایا ہے۔

گروہ چاہے تو ۵۱۰ سال بعد ایندھن از سرفا استعمال کر سکتا ہے۔

**خلاصہ:** کوئی ملک جوہری تھیار روں کے لیے ایندھن بنانا چاہے تو پلوٹو نیم یا انہائی افزودہ یورینیم ہی دوڑاتے ہیں۔

معاہدہ اس خطرے کو خوبی دو رکھ دیتا ہے کہ آئی آرم مخصوصے سے پلوٹو نیم پیدا ہو سکے گا، علیحدہ ہو سکا، جوہری تھیارسازی کے لیے جمع کیا جاسکے گا۔ ایران غیر قانونی ذرائع سے اپنے جوہری پروگرام کے حساس عناصر کے لیے سامان اور استعمال کے طریقے حاصل کر چکا ہے اور ان دو ران کی ریاستوں کے برآمدات کی جانچ کے قوانین کی خلاف ورزی کی گئی۔

بھاری پابندیاں ہٹ جائیں گی اور ایران این پی ٹی کے تحت جوہری تھیار نہ رکھنے والی دیگر ریاستوں کی صفائح میں آجائے گا۔ نظر میں افزودگی کا سب سے بڑا مرکز قائم ہے اور ۲۰۰۲ء میں جب یہ اکٹشاف ہوا کہ ایران نے اسے خفیہ طور پر تغیر کیا ہے تو بحران کا آغاز ہوا۔ درحقیقت نظر میں افزودگی کے دو مرکز ہیں: ایک صنعتی مرکز جو ۰۰۰،۵۰ سینٹری فیوجز کے لیے قائم کیا گیا اور وہاں ۰۰۰،۵۰ سے زیادہ آئی آرون، اور تقریباً ۱۰۰۰ آئی آرم ری ایکٹر کی سینٹری فیوجز موجود ہیں۔ دوسرا نسبتاً چھوٹا مرکز جدید سینٹری فیوجز کی آزمائش اور ۲۰۱۳ء تک فیصلہ تک افزودگی کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔

**معاہدے کے اہم نکات**

نظر میں ایران دس سال تک صرف ۵۰۶۰ آئی آرون سینٹری فیوجز پر کام کر سکے گا۔ تمام آئی آرم ایک سینٹری فیوجز دہان سے IAEA کی زیر نگرانی مکمل نقل کر دیے جائیں گے۔

**خوبیاں:** دس سال کے لیے نظر میں موجود یا سینٹری فیوجز کی تعداد میں کمی کی جائے گی اور ایران سب سے کم اقتدار آئی آرون سینٹری فیوجز کو ہی افزودگی کے لیے استعمال کر سکے گا۔

**خامیاں:** دس سال بعد ایران فوری طور پر جدید سینٹری فیوجز کے ساتھ افزودگی شروع کر کے اپنی صلاحیت بڑھا سکتا ہے۔

**خلاصہ:** نظر میں افزودگی پر پندرہ سال تک پابندی ہو گی۔ اس کے بعد بھی افزودگی کی حد اور رفتار کو ”مناسب“ اور ”عملی ضروریات اور بین الاقوامی عدم پھیلاؤ“ کے اصولوں کے مطابق“ رکھا ہو گا۔ مگر یہ واضح نہیں ہے کہ اس حالت سے ایران کی پاسداری کو کس طرح جانچا جائے گا۔ اس مقام پر ایرانی سرگرمیوں نے ۲۰۰۹ء میں بحران کو جنم دیا جب یہاں زیر زمین تنصیبات کا اکٹشاف ہوا، جو مغربی حکومتوں کے خیال میں غیر عالمی افزودگی کے لیے استعمال ہو رہی تھیں تھیں ۲۰۱۳ء تک ایران فردو میں تقریباً ۲۰۰۰ آئی آرون سینٹری فیوجز نصب کر چکا تھا جن میں سے کچھ کو ۲۰۰۹ء تک افزودگی کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔

**معاہدے کے اہم نکات**

معاہدے کی رو سے ایران پندرہ سال تک نہ یورینیم افزودہ کر سکے گا، نہ سینٹری فیوجز کے حوالے سے تحقیق و تجدید کرے گا اور نہ ہی اس مقام پر جوہری مواد کھٹا کرے گا۔

**خوبیاں:** اس مقام پر جوہری تھیار بنانے کی صلاحیت پندرہ سال کے لیے بالکل ختم ہو جائے گی۔

**خامیاں:** ایران کسی انہائی خفیہ مقام پر یورینیم افزودہ

بھلی کے حصول یا کینسر کے علاج میں کام آنے والے ریڈیائی آسوسوپس کی پیداوار کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ ایسا کرنے کے لیے اسے میں الاقوامی تعاون کی ضرورت ہے اور عالمی برادری اس نامن میں مدد کر کے اسے معاملہ آمد کی ترغیب دے سکتی ہے۔

#### معاہدے کے اہم نکات

معاہدے پی فائیور جرمی کو پابند کرتا ہے کہ وہ جوہری

معاہدے کی پاسداری پر آمادہ کرے گی اور گروہ ایسا نہ کر۔ کاتو پابندیاں دوبارہ لگادی جائیں گی۔

#### معاہدے کے اہم نکات

اقوام متحده کی سلامتی کونسل نے JCPoA کی تویش کی ہے جس میں ایران پر یورپی یونین، امریکا اور سلامتی کونسل کی جانب سے عائد کردہ پابندیوں کی معطل اور خاتمے کا نظام الادقات دیا گیا ہے۔ معاہدے میں پابندیوں کے خاتمے کے تین مرحلیں بیان کیے گئے ہیں تاکہ ایران پر دس سال تک دباؤ برقرار رہے۔ کچھ پابندیاں عملدرآمد شروع ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گی جبکہ باقی پابندیاں آٹھ اور دس سال تک ایرانی رویہ کا جائزہ لینے کے بعد اٹھائی جائیں گی۔

**پانچ سال بعد:** روابطی ہتھیاروں پر اقوام متحده کی پابندی اٹھادی جائے گی۔

**آٹھ سال بعد:** ایکٹک میزائل پروگرام سے اقوام متحده کی پابندیاں اٹھائی جائیں گی (یہ اس سے پہلے بھی اٹھائی جا سکتی ہیں)۔

۲۔ یورپی یونین اضافی پابندیاں اٹھائے گی خاص طور پر ایرانی فوج سے۔

۳۔ ایران کو اعلیٰ درجے کے جوہری ماذل IR-6 اور IR-8 کی جائیں کی اجازت مل جائے گی۔

۴۔ امریکا کی طرف سے مختلف شعبوں پر لگائی گئی قانونی پابندیاں اٹھائی جائیں گی، جن میں بیکاری، اشورنس، تووانی کا شعبہ، جہاز رانی، بندگا ہوں کا شعبہ، سونے اور دیگر قیمتی دھاتیں، سافٹ ویر اور جوہری پھیلواد سے متعلق شعبہ جات بھی شامل ہیں۔

دس سال بعد: اقوام متحده کی وہ قرارداد، جس کے زریعے پابندیاں دوبارہ لگائی جا سکتی ہیں، وہ ختم ہو جائے گی۔ اعلیٰ درجے کے سنری فیوجز کی تنصیب پر عائد پابندی اٹھائی جائے گی۔

یورپیں کی تیزی سے افزوڈگی کے لئے کی جانے والی تحقیق پر عائد پابندی ختم کر دی جائے گی۔

**پندرہ سال بعد:** یورپیں کی افزوڈگی پر عائد تمام پابندیاں اٹھائی جائیں گی۔

بھاری پانی کے ری ایکٹر اور پلوٹنیم کو دوبارہ زیریں لانے پر عائد پابندی اٹھائی جائے گی۔

ایران کے لیے ایم بم بنانے کے ایک سے زیادہ راست کھل جائیں گے۔

یہ نائم لائن مشترک عملدرآمد کے منصوبے کے تحت ایم بم بنانے کا ایک قانونی راستہ فراہم کرتی ہے۔ (ترجمہ: محمد نویدون)  
(حوالہ ویب گاہ: "aipac.org")

جوہری سرگرمیوں سے متعلق ایرانی پاسداری کو تیقینہ بنائے گی اور اس کے لیے وہ درآمدی اعداد و شمار سیمیت یورپیں کی افزوڈگی اور سینٹری فیوجز کی پیداوار کے مقامات تک رسائی حاصل کرے گی۔ ایرانی پاسداری کی جائیں کے لیے آئی اے ای اے جدید ٹکنالوژی کے استعمال کی مجاز ہوگی اور ایران تمام شقوں کی پاسداری کرتے ہوئے کسی بھی نئی جوہری تنصیب کی تعمیر سے قبل ایجنسی کو مطلع کرنے کا پابند ہو گا۔ آئی اے ای اے کے ان اختیارات کا ذکر معاہدے کے اضافی پروٹوکول میں کیا گیا ہے اور اگر ایران اسے لے گو کرنے کے حوالے سے ایجنسی سمیت چین، فرانس، روس، برطانیہ اور امریکا کو مطمئن نہ کر سکتا تو پابندیاں دوبارہ لگ سکتی ہیں۔

**خامیان:** آٹھ سال تک تو ممکن ہے کہ ایران اضافی پروٹوکول کا پابند رہے مگر اس کے بعد شاید ایسا نہ ہو کیونکہ وہ اس کرتی ہے اور خاص طور پر پابندیاں دوبارہ لگانے سے متعلق اس کے دائرہ کارکوچی وسعت دیتی ہے۔ جامع نظام الادقات ایران کو یقین دہانی کرتا ہے کہ اگر اس نے معاہدے کی پاسداری کی تو پابندیاں ختم ہو جائیں گی اور دیگر فریقین کو ایران پر دباؤ برقرار رکھنے کی نجاش دیتا ہے یہاں تک کہ معاہدہ پوری طرح نافذ العمل ہو جائے۔ معاہدے کے تحت اگر کوئی بھی فریق ایرانی پاسداری سے مطمئن نہ ہو تو پابندیاں دوبارہ لگائی جا سکتی ہیں۔

**خلاصہ:** کچھ مخصوص معاہلات میں آئی اے ای اے کو ایرانی تنصیبات تک غیر معمولی رسائی حاصل ہوگی، لیکن معاہدے سے ظاہر ہے کہ ایران نے اضافی پروٹوکول سمیت مزید وعدے کرنے میں مراحت دکھائی ہے۔ حالانکہ ۲۲ سالہ دھوکا دہی کے بعد یہ وعدے لینا ضروری سمجھا جا رہا تھا۔ سیاسی و عملی مشکلات کے باعث کسی خیہ مقام یا سرگرمی تک رسائی کی درخواست کا دفاع کرنے میں مشکل ہو سکتی ہے کیونکہ ایسی رسائی پر ایران، آئی اے ای اے اور دیگر فریقین کے درمیان اختلاف ہو سکتا ہے۔ اختلافات دور کرنے کے لیے دیے گئے ۲۲ روز میں ایران دھماکا کا خیزی کی جائی چیزیں سرگرمیوں کے ثبوت مٹا سکتا ہے کیونکہ ان کا جوہری مواد سے براہ راست کوئی تعلق نہیں۔

ان حالات میں ایرانی پاسداری کے حوالے سے تازع کھڑا ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اگر ایسا کوئی تازع اٹھ کھڑا ہوا تو مشترک کمیشن سے کیسے حل کرے گا اور اگر حل نہ کر سکا تو پھر کیا ہو گا۔ پی فائیور جرمی نے اس بات پر مذاکرات کیے تھے کہ اگر ایران نے معاہدے کی پاسداری کی تو اس پر عائد پابندیاں ہٹائی جائیں گی لیکن سمجھوتا اس بات پر ہوا ہے کہ پابندیوں میں نہیں ایران کو جوہری سرگرمیوں سے متعلق

ہو سکتی ہیں اور معاہدے کا نفاذ خطرے میں پڑ سکتا ہے۔  
**خلاصہ:** معاہدے کے تحت ایران تو اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکتا ہے مگر پی فائیو اور جرمی کی ذمہ داریوں کا واضح تعین نہ ہونا اس کے متن کو خواہ شات کی ایسی فہرست میں تبدیل کر رہا ہے، جو ایک جھنچھٹ بن سکتی ہے۔

(ترجمہ: خارث رقبہ عظیم)

"Parsing the Iran deal".

("carnegeendowment.org". August 6, 2015)

گزشتہ دہائی میں حزب اللہ نے عراق کے شیعہ جنگجو گروپوں اور شام کی قومی دفاعی افواج، جو ریاست کی ایک حمایت یافتہ فوج ہے کو تربیت دی ہے۔ حزب اللہ کے چند تربیت کارشیعہ باغیوں کی یمن میں بھی مدد کر رہے ہیں۔

بعض تجویز کار سوال اٹھا رہے ہیں کہ کیا حزب اللہ اپنے ایرانی سرپرستوں کے اثر سے نکل کر خود مختاری حاصل کر رہی ہے۔ ممکن ہے ایسا ہو، مگر وابطہ ابھی بھی مضبوط ہیں۔ حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ نے اگست کے وسط میں یہ دت میں موجود اپنے بنکر میں ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف سے ملاقات کی تھی۔

مسٹر نصر اللہ تقریروں میں ایران کے مذہبی رہنماؤں کی تعریف کرتے ہیں اور زمین پر موجود جنگجوؤں کا کہنا ہے کہ ایران ابھی بھی ہدایتیں جاری کرتا ہے۔ بڑا سوال یہ ہے کہ جب اسرائیل کی بات آئے گی تو وہ ہدایتیں کیا ہوں گی؟ اپنے جو ہری مخصوصے پر مغرب کے ساتھ کسی سودے پر پہنچنے سے پہلے ایران نے حزب اللہ کو طیل فاسلے تک مارے جانے والے میزانکوں سے مسلح کیا تھا تاکہ اسرائیل کو اپنی جوہری تنصیبات کو نشانہ بنانے سے باز رکھا جاسکے۔

۱۳ اگست کو سن نصر اللہ نے اپنے گروہ کی اسرائیل سے ۲۰۰۲ میں "والہای فتح" کی تعریف کی اور حزب اللہ کے المنار سیکولار چیلن نے اس جگ کے بارے میں ایک متاثر کرن دستاویزی فلم نشر کی، یہ جگ برابر ہی تھی۔ مگر جیسے جیسے شام میں جگ پر پیچ ہوتی جا رہی ہے، حزب اللہ کے پرانے مداح یہ دیکھ کر بدلت ہو رہے ہیں کہ وہ گروہ جو اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لیے بنا یا گیا تھا، اپنے ہی ہم نہ سب مسلمانوں سے لڑ رہا ہے۔ ایران کی جانب سے حزب اللہ خغل کا مظاہرہ کرنے کا کم ہوتا دباو اور راکٹوں کا بڑھتا ہوا ذخیرہ، اسرائیل کے ساتھ تصادم کے خطرے کو بڑھا دادے رہا ہے۔ شام میں تحریبے کے بعد حزب اللہ کافی دشوار ثابت ہو سکتی ہے۔ (ترجمہ: طاہر، فدوں)

"Hizbullah's learning curve, deadly experience".

("The Economist". August 22, 2015)

**خامیان:** یادِ خوبیں ہے کہ معاہدے کی بنیاد پر کتنے اہم یا سی، معاشی اور تجارتی فضیلے کیے جائیں گے اور ان کا اکارک ری ایکٹر اور اس کے استعمال شدہ فضیلے ایران سے باہمی پر کیا اثر ہو گا۔ یہ بھی واضح نہیں ہے کہ مشترکہ کیش کو عملی طور پر ایرانی پاسداری کے تعین کے لیے در کار و مسائل دستیاب بھی ہوں گے یا نہیں۔ معاہدے کے کچھ مخصوص حصوں میں پی فائیو اور جرمی کی ذمہ داریوں کو واضح نہیں کیا گیا، جس سے غلط فہمیاں پیدا میں ایران کی شمولیت کی راہ ہموار کر دے گا۔

تو انہی کے پر امن استعمال میں ایران کی مدد کریں اور ایران اس بات پر آمادہ ہے کہ وہ ان چھ ممالک کے تعاون سے ارک میں آئی آرمہ کی جگہ ۲۰۰۴ میگاوات کا ری ایکٹر کی تعمیر کرے گا۔

**خوبیان:** ارک میں نئے ری ایکٹر کی تعمیر ایرانی جوہری پروگرام سے لائق خطرات کو کم کرے گی اور معاہدے کا نفاذ جوہری تحفظ، سلامتی اور ذمہ داری سے متعلق علمی معاہدات میں ایران کی شمولیت کی راہ ہموار کر دے گا۔

## حزب اللہ کی بڑھتی ہوئی طاقت

ایک لبنانی قبرستان میں قبروں کے کتبے حزب اللہ کی کہانی سناتے ہیں۔ شام کی سرحد کے ساتھ واقع پتھریلی پہاڑیوں کے نیچے واہجی قبریں جوان آدمیوں کی تصاویر کے ساتھ موجود ہیں، ان قبروں پر خوبصورت خطاطی میں ان کے نام بھی کندہ ہیں۔ حزب اللہ کے ابتدائی دور میں بھرتی ہونے والوں میں سے ایک کی قبر پر لکھا ہے "ایک مکروہ صیہونی فضائی کارروائی میں وفات پائی"۔ یہ تیس سال پہلے بیان وادی بقاع میں مارے گئے تھے۔ کئی میٹر کے فاصلے پر ایک خاندان اپنے پیارے کی موت کا غم منار ہاہے جو ایک دن پہلے شام کے قبصے زا بادانی میں انتقال کر گیا۔

یہ پر اسرائیل فوج جو بھی کارڈھاکوں اور قتل کی کارروائیوں کی وجہ سے جانی جاتی تھی، اب بہت آگئی ہے۔ اس کے ابتدائی اراکان کو ایران کے انقلابی مجاہظوں نے تربیت دی تھی۔ حالیہ برسوں میں یہ شام کی خانہ جگلی میں سب سے واضح مرکزی کرداروں میں سے ایک کے طور پر سامنے آئی ہے، جو حکومت کے لیے لڑ رہی ہے۔ غالباً یہ اب عرب دنیا کی سب سے زیادہ تحریک کار اور قابل عسکری قوت بن چکی ہے۔ مگر یہ صلاحیت زندگیوں اور عرب وحدت کی قیمت کے بد لے حاصل ہوئی ہے۔

شام میں جگ کے گزشتہ تین سالوں میں اس کے نقصانات کا تخمینہ ۵۰۰۰ افراد ہے، جو ایک ایسی فوج کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے جس کے گل اراکان (جزوی افراد کو چھوڑ کر) ۱۵۰۰۰ سے زیادہ نہیں ہے۔ حزب اللہ کے آزمودہ کاروں کا کہنا ہے کہ اموات اور کارروائیوں کے لیے بڑھتے ہوئے رقبے نے اسے مجبور کیا ہے کہ بھرتی کے مطلوب معیارات کو زم کرے۔

عرب شہروں کا ٹینکوں کے ساتھ محاصرہ کرنا اور شامی فضائی کی حمایت کی جس کے لیے جنگی اقدام تھے۔ مگر آج یہ جنگجو فوج نہ صرف دفاعی آلات اور نشانہ باز میزانکوں کو ہوئی ہے، لیکن یہ سب سے زیادہ تنمازع ہے۔

# ”را“ اور بنگلا دلش

بار ہو یں قسط

محمد زین العابدین

معدنی و سائل

سامان کا ایک بڑا ٹھیکہ دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ بی فٹل کو دینا ج پور سے کچھ ہی فاصلے پر، سرحد کے دوسری طرف، بھارتی ریاست مغربی بنگال میں حیدر پارا کے مقام پر تیل اور گیس کی تلاش کا ایک بڑا ٹھیکہ دیا تھا۔ یہ بات روز نامہ ”بنگا“ نے ۲۳ اگست ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں بتائی۔

بنگلا دلش کے کئی علاقوں ایسے ہیں جہاں تیل اور گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں مگر بھارتی خفیہ ادارہ تیل اور گیس کی تلاش اور پیداوار کی راہ میں دیوار بن کر کھڑا ہے۔ چنان گونج کے کوہستانی علاقوں میں تیل اور گیس کے وسیع ذخائر ہیں مگر ”را“ نے کمکتی بھتی کے ذریعے اس علاقے میں تیل اور گیس کی پیداوار کبھی شروع نہیں ہونے دی۔ جس علاقے میں حالات خراب رہتے ہوں، وہاں کوئی بھی غیر ملکی کمپنی تیل اور گیس کی تلاش کی ذمہ داری سنجھانا کیوں قبول کرے گی؟ ۱۹۰۸ء میں سلہٹ کے علاقوں پت بڑیا میں تیل کی تلاش میں کامیابی ملی تھی مگر اس وقت کی برطانوی حکومت نے پیداوار حاصل کرنا اس لیے ضروری نہیں سمجھا کہ آسام میں ڈبروگرب اور ڈبگوائے کے مقام پر تیل دریافت ہو چکا تھا۔ واسطح رہے کہ سلہٹ اس دور میں آسام کا حصہ تھا۔ ۱۹۷۷ء میں سلہٹ کو آسام سے الگ کر کے پاکستان کا حصہ بنا دیا گیا۔

بنگلا دلش کی حکومت نے ۱۹۸۷ء میں سعودی ترقیاتی فنڈ کی مدد سے پھر یا نامی علاقے میں تیل کی تلاش کا کام شروع کیا۔ اچھی خاصی محنت یعنی کھدائی اور تقریباً ۲۰۰ کروڑ روپا کا خرچ کرنے کے بعد اندازہ ہوا کہ طریق کارکی بیجیدگی کے باعث چند ایک مشکلات ہیں اور یوں اس منصوبے کو بھی ترک کر دیا گیا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ منصوبہ اگر مکمل ہوتا تو بنگلا دلش کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوتا۔ گمان یہ ہے کہ بھارتی خفیہ ادارے نے معاملات کو الجھاد یا اور ایسے حالات پیدا کیے کہ اس منصوبے کو بالآخر ترک ہی کرنا پڑا۔ اسی طور ہری پور اور کیلاش ٹیلا کے مقام پر تیل کی تلاش کا مام بھی پر اسرا رحلات میں روکنا پڑا کہا جاتا ہے کہ ہری پور ایشیا میں سب سے بڑی آنکھیں ہے۔ یہ تمام واقعات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بھارتی خفیہ ادارہ بنگلا دلش میں تیل اور گیس کی تلاش کے کسی بھی منصوبے کو مایا دیکھنا نہیں چاہتا اور بآخصوص سلہٹ میں تو وہ اس نوعیت کا کوئی بھی منصوبہ برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں، کیونکہ اسے یہ خوف لاحق ہے کہ آسام میں موجود تیل کے ذخائر کا بڑا حصہ بنگلا دلش کی آنکھیں کے ذریعے نکال نہیں جائے۔ بھارتی خفیہ ادارے نے اپنے نہ مذموم مقاصد کے لیے بنگلا دلش کے کرپٹ اور غیر محب دن یور و کریمیں کو استعمال کیا

مصروف کمپنی کے ہلکاروں پر دن کی روشی میں بھارتی گن بوٹس نے حمل کیا اور پورا نیا دی ڈھانچا تباہ کر دیا۔

روز نامہ ”المجد“ نے ۲ جون ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں لکھا

کہ فتنی گیس فیلڈ اس امر کا ایک اور منہ بولتا ثبوت ہے کہ بھارتی خفیہ ادارہ بنگلا دلش کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور نہیں چاہتا کہ بنگلا دلش کے عوام کو معدنی و سائل کے بہتر استعمال کے ذریعے باندہ معیار زندگی نصیب ہو۔ سابق صدر جزل ضیاء الرحمن کے دور میں فتنی گیس فیلڈ دریافت کی گئی تھی۔ مگر جزل ضیاء الرحمن کے قتل کے بعد یہ کہتے ہوئے اس گیس فیلڈ کو بند کر دیا گیا کہ اس پر کام کرنا معاشر اعتبر سے زیادہ سودمند نہیں۔ مگر یہ بات ماہرین نے تسلیم نہیں کی۔ اس سال بعد اس منصوبے پر کام پھر شروع کیا گیا۔ اب اس گیس فیلڈ سے پیداوار حاصل ہو رہی ہے اور قومی ترقی میں اس کا کچھ نہ کچھ کردار ضرور ہے۔ اسی طور کی دوسرے منصوبے بھی بہت جوش و خروش اور طمثراق سے شروع کیے گئے مگر کچھ ہی عرصے کے بعد بعض نامعلوم وجہ کی بنیاد پر ختم کر دیے گئے۔

جزل ارشاد کے زمانے میں ایک بار پھر تیل اور گیس کے تلاش کے کئی منصوبوں کا افتتاح ہوا۔ چند بڑی کمپنیوں کو ٹھیکے دیے گئے۔ ان ہی میں Scimitar بھی شامل تھی، جسے سلہٹ میں تیل کی تلاش کا ٹھیکہ دیا گیا۔ جیسے ہی اس کمپنی نے کام شروع کیا، بھارتی خفیہ ادارے کی ایما پر بنگلا دلش کی چند سیاسی جماعتوں نے یہاں لاپٹا شروع کر دیا کہ شمیز کے ہاتھوں ملک کے مفادات کا سودا کر دیا گیا ہے۔ جب اس کمپنی نے دیکھا کہ احتجاج کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے تو اس نے منصوبے پر کام روک دیا اور ملک سے رخصت ہونا غنائمت جانا۔ بھارتی خفیہ ادارے نے پرو یونٹ کے ذریعے بنگلا دلش میں تیل اور گیس کی تلاش کے کمی کمپنیوں نے کام شروع کیا مگر کچھ ہی مدت کے بعد وہ کوئی ٹھوٹ سبب بتائے بغیر اپنے تمام منصوبوں کی بساطت ہیں لپیٹ بلکہ ان منصوبوں سے والیتہ غیر ملکی آنکھیں کوڈ را بھی دیا تاکہ وہ آنکھدہ ایسے کسی بھی منصوبے کا سوچ سکھ کر حصہ نہیں۔

فرانس کی آنکھیں بی فٹل نے دینا ج پور میں شال بہان کے مقام پر تیل کی تلاش کے کام میں کامیاب حاصل کری تھی اور تیل نکالنے کا کام شروع ہی ہونے والا تھا کہ اچانک اس نے بھی بساط لپیٹ اور چل دی۔ یہ سب کچھ بہت سوں کے لیے انتہائی حریت اگنی تھا۔ کچھ ہی دن بعد معلوم ہوا کہ بھارت نے فرانس کو میراج ۲۰۰۰ لٹرا کا طیاروں سمیت جنگی سازو ہے کہ بریال کے علاقوں میں تیل اور گیس کی تلاش میں

کام شروع بھی کر دے تو اس کی راہ میں دوسرے طریقوں سے روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ ”را“، کے ایجنس متفاقہ کمپنی کے اہلکاروں اور حکام کو دھماکے لگتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ کام روئے اور پھر ختم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بنگلا دلش میں تیل، گیس اور دیگر قدرتی وسائل کی تلاش کے لیے آنے والی بہت سی غیر ملکی کمپنیوں نے اپنا کام ادھورا چھوڑ کر بوریاسٹر پیٹنائی غیمت جانا ہے۔ ان کا ناجام دیکھ کر دوسرا بہت سی مشہور غیر ملکی کمپنیوں کی بھی بہت نہیں ہوتی کہ آگے بڑھیں اور کچھ کر دکھائیں۔ اگر ہم بنگلا دلش کے قدرتی وسائل سے کماہہ مستفید ہونا چاہتے ہیں اور قابلِ رٹک حد تک پیداوار تینی بنانے کے خواہش مند ہیں تو ناگزیر ہے کہ بیورو کریسی میں ”را“ کے ایجنس کو ختم کر دیں۔ جب تک ہم ایسا نہیں کر سکیں گے، تب تک ہم اپنے وسائل کو بروئے کار لانے میں بھر پور طور پر کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اب بنیادی سوال یہ ہے کہ بھارتی خفیہ ادارے کے ایجنس کو جڑ سے اکھاڑ چھکنے کا کام کرے گا کون یا یہ عمل شروع کیے ہوگا۔

۱۱۱

**بقیہ: مرکاش:** بدیاہی انتخابات میں حکمران جماعت کا میاں انتخابات کے دوران اس نے اسلامی اقدار کے فروغ کا مقصد عارضی طور پر پیش ڈال کر زیادہ تر توجہ کر پشن کے خاتمے پر دی ہے۔ مرکاش میں بھی کر پشن ایک بڑا مسئلہ ہے، جس پر فروری ت وجود یہے اور اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ کر پشن سے جڑا ہواد و سرا بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ پی جے ڈی نے چند ایک ایسے اقدامات بھی کیے ہیں، جن سے اس کی مقبولیت خطرے میں پرستی تھی گر کاب تک متاثر ہوئی تھی۔ ایک طرف تو سرکاری اخراجات کم کیے گئے ہیں تا کہ عموم کی جیب پر زیادہ بوجھنے پڑے۔ دوسرا طرف تو انہی کے شعبے کو دی جانے والی مراعات میں کی کردی گئی ہے تا کہ بجٹ کا خسارہ قابو میں رکھا جاسکے۔

معروف سیاسی تجزیہ کار مانی محب کا کہنا ہے کہ بڑے شہروں میں پی جے ڈی کی حالیہ کامیابی اس امر کا ہیں ثبوت ہے کہ کر پشن کے خلاف اس کا موقف عوام نے سنائے اور تسلیم بھی کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ عوام میں یا حساس بھی بڑھا ہے کہ پی جے ڈی ایک ایسے ملک میں جمہوریت کی اعلیٰ اقدار کو فروغ دینا چاہتی ہے، جہاں اب بھی بادشاہت گئی گزری حالت میں نہیں۔ پی جے ڈی کو انسدادِ بد عومنی قوت کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، جو اب تک موجودہ نظام حکومت اور اس کی ہم نوا اٹھیلٹ منہج کے ساتھ نہیں۔ (ترجمہ: محمد ابراء نہان)

”Moroccan ruling party holds key cities in local polls“. (aljazeera.com). Sept. 5, 2015)

اسٹوون ٹکیر ہاٹ، ۲۰ لاکھ ٹن ہنگکار گھاٹ اور ۳۰ ہر اڑن لائم اسٹوون بالا پوچھی میں ہے۔ یہ تمام ذخیرے اب تک یونی پڑے ہیں، پیداوار حاصل کرنے پر قبیلہ نہیں دی گئی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ان معدنی وسائل سے استفادہ نہیں ہو پا رہا تو اس کی پشت پر بھارتی خفیہ ادارہ ہی ہے۔ وہ معدنیات متعلق بنگلا دلش کے اعلیٰ افسران کو رشوت کے طور پر خلیفہ قوم دیتا ہے تاکہ وہ معدنیات کے ذخیرے سے استفادے کی اجازت ہی نہ دیں۔

روزنامہ ”المجد“ ہی نے ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں لکھا کہ بنگلا دلش کی جنوب مشرقی ساحلی پٹی اور چند جزر کے پاس ۵۰ لاکھ ٹن سے زائد کالا سوتا ہے۔ زکرون، روڈل، یکوکوزین، کیانا ناٹ، میگنے ناٹ، گارنیٹ اور بینا زاٹ میں مٹی کل جانے سے جو ملغوہ بنتا ہے، اسے عرفِ عام میں کالا سوتا کہا جاتا ہے۔ سائنس اور ہائینا لوچی کی وزارت اس حوالے سے ہمیشہ کچھ بھی نہ کرنے کے موڑ میں دکھائی دی ہے۔ کاغذ، الکٹریک اور یہلکہ، ایئر کرافٹ، اسپسیس ہائینا لوچی اور نیکلیٹر فشن جیسی صنعتوں کے لیے کالا سوتا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

فڈ اور بنیادی سہولتوں کی کمی کے باعث بنگلا دلش حکومت تیل، گیس اور عمومی معدنیات دریافت کرنے کے معاملے میں غیر ملکیوں پر انحصار پذیر رہی ہے۔ بھارتی خفیہ ادارہ بھر پور کوشش کرتا رہا ہے کہ اس شعبے میں غیر ملکی کمپنیوں کے لیے سرمایکاری کی راہ ہو اور وہ بنگلا دلش میں معدنیات کی تلاش سے دور ہیں۔ سیاسی دباؤ ڈالنے کے ساتھ متعلقہ افسران اور حکام کو اچھی خاصی رشوت بھی دی جاتی رہی ہے۔ اس سلسلے میں ”را“ نئی طریقے آزمائے ہیں۔ مثلاً:

☆ یہ پروپیگنڈا ازرو شور سے کیا جاتا رہا ہے کہ بنگلا دلش میں معدنیات کے ذخیرے نہیں، اس لیے اس شعبے میں سرمایکاری کرنا کسی طور سود مدد ثابت نہیں ہوگا۔

☆ مقامی اور غیر ملکی انجینئرنگ و متعلقہ عملکو بھاری رقم پیش کی جاتی ہیں تاکہ وہ بھارت کے مفادات سے ہم آنگ فریبلٹر پورٹ تیار کریں، لعنی ایسی رپورٹس سامنے لا کیں جن میں درج ہو کہ بنگلا دلش میں معدنیات کی تلاش لاحاظہ عمل ہے۔

☆ بنگلا دلش میں معدنیات کی تلاش اور پیداوار سے متعلق وزارت اور ڈائریکٹوریٹ کے حکام کو خلیفہ قوم دی جاتی ہیں تاکہ وہ تمام منصوبوں کو زیادہ سے زیادہ تا خیر نہیں کر دیں اور ایسے حالات پیدا کریں کہ ان پر کام کرنا یا تو ممکن نہ ہو یا بھر سود مدد نہ رہے۔ حکام کے ہنگنڈوں ہی کے باعث بہت سے منصوبے زیرِ اندازتے ہیں اور بالآخر انہیں ترک ہی کرنا پڑتا ہے۔

☆ اگر کوئی غیر ملکی کسی نہ کسی طور تماں رکاوٹیں عبور کر کے

ہے۔ بعض ماہرین بھی بھارت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ روزنامہ ”القلاب“ نے ۱۹۹۳ء میں ایک خبر شائع کی تھی جس کے مطابق بنگلا دلش کے جیالوجکل سروے ڈائریکٹوریٹ کے ڈپٹی ڈائریکٹر عجیب الرحم کو بھارت کا درہ کرایا گیا، تمام اخراجات اور اضافی رقم کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ انہیں اپنی ڈپٹی کی ڈگری بھی دی گئی۔ اور یہ سب کچھ بنگلا دلش کے معدنی وسائل سے متعلق جامع اور صدقہ رپورٹس کے عوض تھا۔

معاملہ صرف تیل اور گیس تک محدود نہیں۔ بنگلا دلش میں دیگر معدنی وسائل کی تلاش اور ان سے پیداوار حاصل کرنے کی راہ میں بھی بھارت نے ہمیشہ روڑے اٹکائے ہیں۔ مدھیہ پاڑا اور دوسرے بہت سے علاقوں میں معدنی وسائل کی تلاش کا کام اس لیے روکنا پڑا کہ بھارت کی ایما پر بنگلا دلش کے چند اعلیٰ بیورو کریٹس نے مشکلات پیدا کیں۔ کسی نہ کسی تینکی بھی پیچیدگی کو بہانہ بنا کر معدنی وسائل کی تلاش روکی جاتی رہی ہے۔ پاڑا پکریا میں کوئی کی تلاش کے کام میں بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جب حکومت نے کوئی کی تلاش کے لیے کھدائی شروع کی تو بھارتی خفیہ ادارے کی ایما پر اس علاقے کے کسانوں کو احتجاج کے لیے کھڑا کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ کوئی کی تلاش میں کھدائی سے ان کی زرعی زمینیں متاثر ہو رہی ہیں مگر معمولی معاوضہ نہیں دیا جا رہا۔ جوئے پور ہے، سلہٹ میں پورینیا اور یوتا شیم کی تلاش کا کام بھی ایسی ہی وجہ کی بنیاد پر روکنا پڑا ہے۔

معدنیات کی تلاش کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ایک ماہر جی ڈیلیو گنل میں نے اپنی رپورٹ میں کہا تھا کہ بنگلا دلش کی سرزی میں بہت سی معدنیات سے بھری پڑی ہے۔ یہاں پورینیم کے ذخیرے بھی وافر مقدار میں موجود ہیں۔ اس حوالے سے باضابطہ رپورٹ موجود ہیں۔ بہت سے علاقوں میں مصدقہ خاڑی ہیں مگر ان سے پیداوار کے حصوں کی گنجائش پیدا نہیں ہو پا رہی۔ یہ بات انہوں نے ۱۹۷۶ء میں مولوی بازار، فلٹا لہ اور سلہٹ میں شروع کیے جانے والے منصوبوں کی بنیاد پر کی۔ کھدائی سے معلوم ہوا کان علاقوں میں پورینیم کے وسیع ذخیرے موجود ہیں مگر بھارتی خفیہ ادارے کی سازشوں کے باعث تمام منصوبے اچانک ختم کر دیے گئے۔ دوسرا طرف بھارت سلہٹ سے کچھ دور اپنی شہل مشرقی ریاست میگھا لے سے بڑی مقدار میں پورینیم کاکل رہا ہے۔

۷۲ فروری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں روزنامہ ”المجد“ نے لکھا کہ بوگلی بازار کے علاقے میں کم و بیش ایک کروڑ ۰۷ میگرٹ ٹن کے مساوی لائم اسٹوون موجود ہے۔ ۱۸ لاکھ ٹن لائم

## تعلیم کے بارے میں انقلابی فیصلہ

### ڈاکٹر وید پرتاپ دیک

الآباد ہائی کورٹ کے نجح سدھیرا گروال نے تعلیم سے متعلق نہایت ہی انقلابی فیصلہ دیا ہے، جو کام سرکار کو کرنا چاہیے، جو کام وزیر اعظم اور وزراء علی کو کرنا چاہیے، جو کام ملک میں تعلیم کا نقشہ بدل دے گا، اسے اکیلے نجح سدھیرا گروال نے کر دیا ہے۔ انہوں نے جو کیا ہے، وہ انہی صرف اتر پردیش پر لا گوگا لیکن بھارت کے وزیر اعظم اور سبھی وزراء علی کو چاہیے کہ وہ اس فیصلے سے نصیحت لے کر اسے سارے ملک پر لا گو کریں۔

یہ فیصلہ کیا ہے؟ فیصلہ یہ ہے کہ جتنے بھی سرکاری ملازم ہیں، جتنے بھی وزیر، پارلیمنٹی ممبران، ایم ایل این، یورو و کریٹس اور جتنے بھی نجح ہیں اور جتنے بھی لوگ سرکار سے سیدھے یا بالواسطہ جڑے ہوئے ہیں، ان سب کے پچ سرکاری اسکولوں میں ہی پڑھیں گے۔ اگر وہ اپنے پچ سرکاری اسکولوں میں نہیں بھیجیں گے تو نہیں سرکار کو ہر ماہ اتنا ہر چاند دینا ہو گا جتنی فیس وہ بھی اسکولوں میں ادا کرتے ہیں۔ ان افسروں کی تنخواہوں میں معمول کا اضافہ اور ترقی بھی روک دی جائے گی۔ اس قانون کو لا گو کرنے کے لیے یونیورسٹی کوچھ میئنی کی مہلت دی گئی ہے۔ یہ فیصلہ بالکل ویسا ہی ہے، جیسا میں نے کچھ ماہ پہلے اپنی تحریر میں مشورہ دیا تھا۔ میرے لیے ہی نہیں، یہ ہر منکر کے لیے فخر کا عنوان ہے۔ ہمارے خیالات ایٹھ بھی زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ دنیا کو بدلتے کے لیے "تصور کی طاقت" سب سے بڑی طاقت ہے۔ میں نے بھی یہی لکھا تھا کہ شروعی اور مدل اسکولوں میں اگریزی کی پڑھائی پر قانوناً باندی ہوئی چاہیے۔ اس فیصلے کو اگر اتر پردیش کی اکھلیش سرکار نافذ کر دے، تو ان کا نام بھارت کی تاریخ میں رون ہو جائے گا اور انہیں راہنمانا سمجھی راہنماؤں کی مجبوری ہو جائے گی۔ تعلیم میں انقلاب ہی تو می طاقت ہے۔ لیکن مجھے آثار ائمہ ہی نظر آ رہے ہیں۔ جس استاد، شوکار کی درخواست پر یہ فیصلہ آیا ہے، ائمہ سیدھے امام کا کر اسے معطل کر دیا گیا ہے۔ میری رائے میں نجح سدھیرا گروال اور استاد شوکار کو ملک کے علی اعزازوں سے نواز اجانا چاہیے۔

(بگریز: روزنامہ "دنیا" کراچی۔ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۵ء)

## کشمیر و فلسطین اور امریکی منصوبہ سازی

دوسرा اور آخری حصہ

Stephen P.Cohen & Maayan Malter

کی طرح فلسطین اور اسرائیل کے کیس میں بھی اسلامی شدت پسندی نہیں ہے۔ اسلامی شدت پسندی نے معاملات کو اس نجح تک پہنچا دیا ہے کہ اب اسرائیل اور سعودی عرب میں فاصلہ کم ہوئے ہیں جبکہ پاکستان کے معاملے میں چین نے اپنا کردار کھل کر ادا کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

پاکستان، اسرائیل، فلسطین، یورپ اور امریکی براعظہ میں کوئی بھی ملک نہیں چاہتا کہ مشرق و سطہ میں سی انہا پسند اقتدار میں آ سکیں۔ دولت اسلامی عراق و شام (داعش) کے معاملے میں جو کچھ بھی ہوا ہے، وہ ہمارے سامنے ہے۔ افغانستان میں عوام نہیں چاہتے کہ افغان سر زمین سے تعلق رکھنے والے طالبان کی جگہ داعش کے ہنگاموں لیں۔ سی انہا پسندوں کو کنٹرول کرنے کے معاملے میں ایران نہایت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امریکا اپنے سر زمین، یورپ اور خود ایران کو سُنّتی انہا پسندی سے لاحق خطرات کے پیش نظر ایران کے ساتھ کام کر سکے گا یا نہیں۔ امریکا ایسا پہلے بھی کر چکا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں امریکا نے نازی جرمی کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے سابق سوویت یوینیون کے ساتھ کام کر کر کیا تھا۔

اب وقت آگیا ہے کہ امریکا دیرینہ تراز عات کے حل کی کوئی صورت نکالے۔ پہلے مرحلے میں تو فریقین کو یہ بتانے پڑے گا کہ ان کے لیے پنج سطح سے رابطہ شروع کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ یہ بات بھی فریقین کے ذہن نشین کرنا ہو گی کہ اب ان کے پاس زیادہ وقت نہیں۔ انہیں فری طور پر کوئی فیصلہ کرنا ہو گا۔ ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہر ملک میں غیر معمولی ترقی پسند یعنی لبر عناصر اور رجعت پسندوں کے درمیان کشیدگی برقرار رہتی ہے۔ اگر رجعت پسند کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو لبر عناصر چونک اٹھتے ہیں۔ اور اگر لبر کچھ کرنا چاہیں تو مدد ہی انہا پسند نہیں قبول نہیں کرتے۔ پاکستان ہو یا بھارت، فلسطین یا ہو اسرائیل، ہر ایک کے معاملے میں زیادہ برداشت نہیں کرنا چاہے۔ مشرق و سطہ اور جنوبی ایشیا میں ایسے حالات موجود ہیں جن پر زیادہ غور کرنے سے انہیں دور کرنے کی تحریک ملنی ہی چاہیے۔

(ترجمہ: محمد رابعی خان)  
"Managing intractable conflicts in the Middle East and South Asia".  
("brookings.edu". July 23, 2015)

پاک بھارت تراز ہو یا فلسطین اسرائیل قضیہ، دونوں میں امریکی کو ادارے ایک خاص حد تک ہے۔ امریکا دونوں جوڑوں کے قضیوں میں ظاہر اس لیے دلچسپی لے رہا ہے کہ معاملات بے مقابہ ہوں اور نوبت جو ہر ہی تھیا روں کے استعمال تک نہ جا پہنچے۔ یہ الگ بات ہے کہ پاکستان اور اسرائیل کے تجربات کے تامریکا نے انہیں کسی نہ کسی طور قبول کیا اور بھارت سے بھی معاملات درست کیے جبکہ وہ بھی اعلانیہ جو ہری قوت ہے۔ امریکا چاہتا ہے کہ معاملات اگر کسی جامع تصفیہ کی طرف نہ بھی جا سکیں تو اتنا ضرور ہو کہ معاملات بگرتے بگرتے کسی بڑی لڑائی یا بینگ کی طرف پہلے جائیں۔ امریکا نے کشمیر اور فلسطین دونوں تراز عات کے حل کے لیے باہم اپ اور باہم ڈاؤن دونوں ہی طریقے اختیار کر دیکھے ہیں۔ باہم ڈاؤن طریقہ یہ ہے کہ فریقین کی مرکزی حکومتیں اپنے اپنے اہداف یا ترجیحات طے کریں، کسی نہ کسی طور ایک دوسرے کو قبول کریں اور پھر معاملات عوام تک پہنچیں۔ یعنی پہلے قیادتیں مل بیٹھیں اور ایک دوسرے کو قبول کرنے کی طرف گامزن ہوں۔ باہم اپ طریقہ یہ ہے کہ پہلے فریقین یعنی قصیہ کے فریق ممالک کے باشندوں کے درمیان رابطے قائم ہوں، شافتی حق وابط کو کبھی اہمیت دی جائے اور تجارت کو بھی۔ تجارت کا دائرہ وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کے درمیان بہت سے معاملات درست ہونے لگتے ہیں۔ یہ کام راتوں رات نہیں ہوتا۔ اعتماد کی فضا قائم یا جاہل ہونے میں دلگی ہے۔ امریکا نے دونوں طریقے آزماء کر دیکھے ہیں مگر اب تک خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ معاملہ کشمیر کا ہو یا فلسطین کا فریقین فی الحال کسی جامع تصفیہ کے موڈیں نہیں۔

سیاسی تحریکیاروں کا کہنا ہے کہ اب ان دیرینہ تراز عات کے حل کی ایک ہی صورت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ فریقین کو کسی مشترکہ خطرے کا سامنا ہو اور وہ دیرینہ اختلافات بھلا کر ایک ہو جائیں۔ اگر فریقین کو لقین ہو جائے کہ تراز عات کو کوئی پائیدار اور منصفانہ حل تلاش نہ کرنے پر دوسروں کے ساتھ ساتھ خود انہیں بھی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اور بھارت کے کیس

# بھارت: مردم شماری، فرقہ پرستوں کا نیا ہتھیار

افتخار گیلانی (نمی و ملی)

مردوں پر ۹۵ رخا تین یہیں اس لیے اگر ایک مرد کا ایک خاتون  
سے نکاح ہو رہا ہے، تو یہی بہت ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو  
ہندوؤں کی آبادی میں بھی کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوا ہے کیونکہ اس  
میں بیرون ملک میں جا کر آباد ہونے والے قریباؤ کروڑ ہندوؤں  
کی تعداد کوشش نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس عرصہ میں ایک  
کروڑ ۸۰ لاکھ سے زائد لاکھیاں حرم مادر میں پایپریا ہونے کے بعد  
ماردی گئیں، جن کا ذکر خود مردم شماری کی ابتدا کی رپورٹ میں کیا  
گیا تھا۔ حالہ ازیں ہندو دھرم کے خلاف ملک میں مختلف تحریکیں  
چل رہی ہیں، ان سے واحد گان اب مردم شماری کے مذہب کے  
خانہ میں خود کو ہندو نہیں لکھواتے۔

پورے پانچ سال بعد بھارتی حکومت نے ۲۰۱۱ء میں کی گئی مردم شماری کی نیمیاں پر مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی آبادی کے اعداد و شمار جاری کیے ہیں۔ یہ بات تقریباً لے کر تھی کہ وزیر اعظم نزیندر مودی کی حکومت اس روپورٹ کو ایسے وقت جاری کرے گی، جب اس سے کسی سیاسی فائدہ ملنے کی امید ہوا اور یہ گنجائش فی الحال اکتوبر اور نومبر میں ملک کے دوسرے بڑے صوبہ بہار میں ہونے والے صوبائی انتخابات نے پوری کردی، جہاں وزیر اعظم کا سیاسی و قراردادوڑ گا ہوا۔ اس روپورٹ کے مفہوم عالم پر آتے

ہی فرقہ پرستوں نے مسلم آبادی کے اضافے پر واپسیا مچانہ شروع کر دیا ہے کہ ہندوؤں بہت جلاس ملک میں اقلیت میں آ جائیں گے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل عکس ہے۔ مردم شماری کے مطابق بھارت کی ایک ارب ایکس کروڑ کی مجموعی آبادی میں ہندوؤں کی تعداد ۶۹ لکھ ہے، جبکہ مسلمان ۱۴ کروڑ ۲۲ لکھ، عیسائی ۸ لکھ اور سکھ ۶ لکھ ہیں۔ اب اگر پاکستان اور بنگال دیش کو بھی شامل کیا جائے، تب بھی مسلمان ۹۶ کروڑ کی تعداد سے کوئوں دور ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ہندوآبادی کا تناسب ۱:۲۰۰ میں ۵:۸۰ فیصد تھا، جو دس سال بعد ۸۳:۷۹ فیصد ہے۔ مسلمانوں کا تناسب ۲:۱۳ فیصد سے ۳:۲۳ فیصد ہو گیا ہے۔ ہندوآبادی میں دس سالوں میں ارکروڑ نفوس کا اضافہ ہوا ہے، جبکہ مسلم آبادی میں اسی مدت کے دوران ۲ کروڑ کا اضافہ ہوا ہے۔ نہایت ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت نے مذہبی شماریات تو جاری کیے، مگر ذات پاتر پرمنی اعداد و شمار خنیزیر کھے ہیں۔ تباہ جاتا ہے کہ اس کی ایک وجہ ہندواعلیٰ ذاتوں کی آبادی کی شرح میں مزید کمی آتا ہے، جو پچھلے اعداد و شمار کی بنارسی گل آبادی کا محض ۱۵ فیصد ہیں۔

مردم شماری کے اعداد و شمار کو لے کر میدیا نے یہاں مسلمانوں کی آبادی بڑھ جانے کو شے سرفی بنایا۔ ہندو اپنہاں پسند ارکین پار یہاں یوگی آدیتینا تھے، ساکھی مہاراج اور دیگر تنظیمیں شیوخ سینا، وشاہ ہندو پر یشید میدان میں نکل پڑیں۔ کئی تنظیموں نے تو ہندوؤں کو زیادہ بچے پیدا کرنے کی ترغیب دینے کے لیے انعامات تک کا اعلان کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی شرح افزائش میں پائچ فیصد کی آئی ہے۔ ان رہنماؤں نے تو یہ کہی مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے دوسری شادی کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔ مگر یہ دلیل عقل سے عاری ہے، اس لیے کہ اعداد و شمار کے مطابق بھارت میں ایک ہزار مسلم

ہے۔ مسلمانوں کی آبادی غالب آجائے کا مفروضہ فرنڈ پرستوں کا پرانا اور ازموہ حرب ہے۔ بطور مثال گجرات کے مسلم اُش فسادات کے متاثرین کے لیے قائم کیے گئے ریلیف کمپنیوں کو نیز درمودی نے، جب وہ ریاست کے وزیر اعلیٰ تھے، پنج پیارا کرنے والی فیکٹری پاؤں (Baby-producing factories) سے تعبیر کیا تھا۔ وہ اسلامی انتخابات کی مہم میں 'ہم پاچ' اور ہمارے پیس، کانٹرہ کھی بلند کیا کرتے تھے۔ مگر یہ ہندو تظییں یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہندوؤں کی شرح پیارائش میں جو کوئی آئی ہے، اس کی نیازدی وجہ دختر کشی ہے۔ بنیادی نکتہ یہ ہے کہ نسل عورت سے بڑھتی ہے، نہ کمر دے۔ بھارت کی متمول ریاست ہریانہ میں دختر گھٹی کی وجہ سے گاؤں کے گاؤں خواتین سے خالی ہیں۔ حالت اتنی ابتر ہے کہ دیگر ریاستوں بھار اور بگال سے لہنسی خرید کر لائی جاتی ہیں اور کسی جگہوں پر تو پنج پیارا ہونے کے بعد طلاق دے کر فرار خانہ بیا گاؤں کے دیگر فرد کے ساتھ شادی کرائی جاتی ہے۔ یہ خریدی ہوئی لہن اپنی عزت نفس بیچ کر پچ پیارا کرنے کی مشین کے طور پر ہی زندہ رہتی ہے۔ بھارت میں رحم ماڈر میں لڑکی کو مار دینے کا مذموم فعل وابی یعنی خلک اختیار کر گیا ہے۔ خود مردم شماری دینے کا مذموم فعل وابی یعنی ایک رہ ملین یعنی ایک کروڑ ۸۰ ۲۰۱۱ء کی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ ۱۸ رہ ملین یعنی لارڈ کیوں ارسال کی عمر سے میلے مار دیا گیا تھا۔

اقوام متعدد کے ادارہ یونیورسٹ نے اپنی ایک رپورٹ میں یہ  
انکشاف کیا تھا کہ گزشتہ ۲۰ سوں میں بھارت میں ۵۰ ملین لمحنی  
۵ کروڑ بیجوں کو پیدا ہونے سے قبل قل کر دیا گیا۔ ایک اور اہم قابل  
غور لئنے یہ ہے کہ لوتوں اور قبائلیوں کے متعدد افراد اعلانی طور پر کہتے  
ہیں کہ وہ ہندو نہیں ہیں۔ ان میں سے متعدد افراد نے اپنی مذہبی  
شناخت ہندو نہیں بتائی ہوگی۔ اسی طرح شالی کرناٹک اور اس کے  
اطراف میں واقع لنگا یتی آبادی خود کو ہندوؤں سے الگ مذہبی  
فرقہ قرار دیتی ہے۔ چند ان قل دار اگریومنٹ دہلی میں پرسی کا فرنٹس  
میں لنگا یتی فرقہ کے ندیمی رہنمای سری بسو اپنے امرتو بخ نے کہا تھا  
کہاں کے فرقہ کا برہمن یا ہندو دھرم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان  
کا فرقہ عرصہ سے مطالبہ کر رہا ہے کہ انہیں ہندو دھرم سے ایک علیحدہ  
دھرم تسلیم کیا جائے، جیسا کہ انگریز حکومت نے آزادی سے پہلے  
کیا تھا۔ سری بسو سوامی کا دعویٰ ہے کہ لنگا یتی دھرم کے ماننے  
والوں کی تعداد سات کروڑ سے زیادہ ہے۔ اسی طرح مہاراشری میں  
شیو دھرم کے، جسے دھیشمی احمد مہاراج سے منسوب کرتے ہیں، ماننے  
والوں کی تعداد میں روزافروں اضافہ ہو رہا ہے، جو خود کو ہندو دھرم  
کا حصہ نہیں مانتے۔ یہی مطالبہ اب کچھ عرصے سے پاکستان سے  
 منتقل ہوئے سندھی بھی کرتے ہیں۔ سندھی مہاراج کے ایک لیڈر شری  
کانت بھائیہ کا کہنا ہے، کہاں کا ہندو دھرم یا برہمن ازم سے کوئی لینا  
دینا چاہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سندھی، بھگولان رام دہندی بھگولان

٥ صفحه نمرہ